اُردو کی

کتاب سوم

مُرتّبہ

محمد حمید کوثر

پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

نام کتاب:	اردو کی کتابِ سوم
مرتبہ:	مولانا محمد حمید کوثر
اشاعت باراوّل (انڈیا):	2009ء
اشاعت ھذا باردوم (انڈیا):	2017ء
تعداد:	1000
مطبع:	فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان
ناشر	نظارت نشرواشاعت قادیان
	ضلع: گورداسپور، پنجاب، انڈیا، 143516

Name of the Book:	Urdu ki ktab-e-Som
Compiled by:	Muhammad Hameed Kousar
First edition India:	2009
Present edition India:	2017
Quantity:	1000
Printed at:	Fazl-e-Umar Printing Press Qadian
Published by:	Nazarat Nashr-o-Isha,at Qadian
	Dist; Gurdaspur, Punjab, India, 143516

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضروری ہدایات

قابل احترام اساتذہ، وعزیز طلباء!!

''اردو کی کتاب سوم'' جو آپ کے سامنے ہے، اگر آپ مندرجہ ذیل ہدایات کو ملحوظ رکھیں گے، تب آپ اس کتاب سے احسن رنگ میں استفادہ کر سکیں گے۔ خاکسار اپنے تجربہ کی بناء پر تحریر کر رہا ہے کہ ان چار کتب (مسوّدات) کے ذریعہ ایسے طلباء کو چھ ماہ میں اُردو سکھائی گئی ہے جو کہ اُردو کا ایک لفظ بھی نہ جانتے تھے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے درج ذیل ہدایات کو پیش نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

۱۔ سب سے پہلے استاد ہر سبق کو عمدہ اور صحیح تلفظ کے ساتھ بلند آواز سے پڑھ کر سنائے اور طلباء کتاب سامنے رکھ کر بغور سنیں اور دیکھیں۔

۲۔ ہر سبق کو کم از کم پانچ بار بلند آواز سے پڑھیں اور ہر جملے پر غور کریں کہ اسے کیسے تشکیل دیا گیا ہے۔ کس چیز کو مذکر و مؤنث اور کہاں واحد و جمع استعمال کیا گیا ہے۔

۳۔ ہر سبق کو پڑھنے کے بعد از خود اُس کے مضمون کو زبانی بیان کریں اس سے آپ میں پڑھ کر بیان کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگی اور آئندہ تقریر کرنے کا ملکہ بھی پیدا ہوگا۔

۴۔ ہر سبق کو بار بار خوشخط لکھ کر اپنی تحریر کو خوبصورت بنائیں۔

۵- استاد ہر سبق کے ابتدائی اور آخری ایک دو صفحات کی املاء لکھوائے اور غلطیوں کی تصحیح کرے۔

۶- ہر سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔ اگر اس مرحلہ میں آپ نے خلاصہ لکھنا نہ سیکھا تو آئندہ انتہائی دقت کا سامنا کرنا ہوگا۔

۷- مشکل الفاظ کے معانی اچھی طرح ذہن نشین کریں۔ نیز انہیں جملوں میں استعمال کریں اس سے آپ کو جملے تشکیل دینے کی مشق ہوگی۔

۸- نظموں کی نثر وضاحت سے لکھیں۔ یہ بھی انتہائی ضروری ہے۔

مذکورہ بالا ہدایات پر عمل کرنے سے طلباء بہت حد تک اردو پر عبور حاصل کرلیں گے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعالیٰ۔

خاکسار

محمد حمید کوثر

نوٹ : عربی میں لفظ طلباء اور املاء آخر میں ہمزہ کے ساتھ لکھے جاتے ہیں جبکہ اردو میں ہمزہ کے بغیر بھی لکھے جاتے ہیں

فہرست عناوین

صفحہ نمبر	عناوین	سبق نمبر
۱	اللہ تعالیٰ کی صفات	۱
۸	حمد و ثنا (نظم)	۲
۱۰	سائل کون تھا؟	۳
۱۳	انبیاء و رُسل	۴
۱۷	ایک لاکھ آدم	۵
۱۹	سرزمین ہند کی ایک خصوصیت	۶
۲۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام	۷
۲۴	حضرت ہاجرہ کا کرب	۸
۲۹	سب پکار اُٹھے اَمین اَمین	۹
۳۲	سب سے پہلی وحی	۱۰
۳۶	قرآن مجید	۱۱
۴۲	فضائل قرآن (نظم)	۱۲
۴۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے زیادہ سختی کا دن (طائف)	۱۳
۴۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خداداد رُعب	۱۴
۵۲	قانون سے کوئی بالا نہیں	۱۵

۱۶	مہمان نوازی	۵۴
۱۷	اللہ کی راہ میں عظیم قربانی	۵۷
۱۸	اصحاب صفّہ کی حالت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت	۶۰
۱۹	اِیثار	۶۴
۲۰	اِطاعت کا اعلیٰ نمونہ	۶۷
۲۱	جہاد فی سبیل اللہ	۷۰
۲۲	ہجوم مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا طریق (نظم)	۷۳
۲۳	حضرت خباب رضی اللہ عنہ پر ظلم	۷۵
۲۴	سچ کی برکت	۷۹
۲۵	حقیقت معلوم کرنے کا انوکھا طریق	۸۳
۲۶	ایڈیسن	۸۶
۲۷	قادیان میں فونوگراف	۸۹
۲۸	آواز آرہی ہے فونوگراف سے (نظم)	۹۳
۲۹	کھیتوں کی سیر	۹۵
۳۰	باغ کی سیر	۱۰۰
۳۱	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا گرانقدر مکتوب	۱۰۴
۳۲	شکریہ احباب	۱۰۵

سبق نمبر: ۱

اللہ تعالیٰ کی صفات

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو پیدا کیا اور اس میں انسان کی ضرورت و احتیاج کے مطابق مختلف اشیاء بنائیں جن سے ہم ہر لمحے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ ہر آن اُس کی بنائی ہوئی نعمتوں سے متمتع و مستفید ہوتے ہیں۔ بعض طلباء یہ سوچتے ہوں گے کہ ہم پر اتنا فضل و کرم کرنے والا مولیٰ ہمیں نظر کیوں نہیں آتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کائنات کی بہت سی اشیاء ہمیں آنکھوں سے نظر نہیں آتیں، مگر ہم اُنہیں محسوس کرتے ہیں۔ مثلاً ہوا، عقل و فکر، خوشبو، توانائی وغیرہ مگر ہم ان کی صفات سے ان کا موجود ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات گو ہمیں ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتی مگر قرآن مجید اور احادیث میں مذکورہ صفات سے اُسے پہچانا جاتا ہے۔ اس پہچان کو عرفانِ الٰہی یا معرفتِ الٰہی کہتے ہیں۔ اور یہ معرفت صفات الٰہیہ پر غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے نیز قبولیتِ دعا کے ساتھ صفات الٰہیہ کا گہرا تعلق ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ اللہ کے پاک نام اور خوبصورت صفات ہیں ان کو یاد کر کے خدا کو پکارو اور اس سے دعا مانگا کرو۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات ہیں جو شخص ان صفات کو خوب اچھی طرح مستحضر رکھتا ہے وہ جنّتی ہے۔

وہ صفاتِ الٰہیہ یہ ہیں:

اَللّٰہُ	اَلرَّبُّ	اَلرَّحْمٰنُ	اَلرَّحِیْمُ
اللہ	ربّ	بے حد کرم کرنے والا	بار بار رحم کرنے والا
اَلْمَلِكُ	اَلْقُدُّوْسُ	اَلسَّلَامُ	اَلْمُؤمِنُ
بادشاہ	خود پاک ہے دوسروں کو پاک کرتا ہے	خود سلامت اور عالم کو سلامت رکھنے والا	امن دینے والا
اَلْمُھَیْمِنُ	اَلْعَزِیْزُ	اَلْجَبَّارُ	اَلْمُتَکَبِّرُ
سب کا نگران	غالب	ٹوٹے کام بنانے والا	کبریائی والا
اَلْخَالِقُ	اَلْبَارِئُ	اَلْمُصَوِّرُ	اَلْغَفَّارُ
پیدا کرنے والا	پیدائش کا آغاز کرنے والا	مناسب حال صورت دینے والا	بہت بخشنے والا

اَلْقَهَّارُ	اَلْوَهَّابُ	اَلرَّزَّاقُ	اَلْفَتَّاحُ
صاحبِ جبرُوت	بہت دینے والا	روزی دینے والا	کھولنے والا
اَلْعَلِيْمُ	اَلْقَابِضُ	اَلْبَاسِطُ	اَلْخَافِضُ
جاننے والا	قبضہ کرنے والا	کشادہ کرنے والا	پست کرنے والا
اَلرَّافِعُ	اَلْمُعِزُّ	اَلْمُذِلُّ	اَلسَّمِيْعُ
بلند کرنے والا	عزت دینے والا	ذلیل کرنے والا	سننے والا
اَلْبَصِيْرُ	اَلْحَكَمُ	اَلْعَدْلُ	اَللَّطِيْفُ
دیکھنے والا	فیصلہ کرنے والا	انصاف کرنے والا	بہت باریک بین مہربانی کرنے والا
اَلْخَبِيرُ	اَلْحَلِيْمُ	اَلْعَظِيْمُ	اَلْغَفُوْرُ
باخبر	بردبار	عظمت والا	بخشنے والا
اَلشَّكُوْرُ	اَلْعَلِيُّ	اَلْكَبِيْرُ	اَلْحَفِيْظُ
شکرگزاروں کا قدردان	بلندی والا	بڑائی والا	حفاظت والا
اَلْمُقِيْتُ	اَلْحَسِيْبُ	اَلْجَلِيْلُ	اَلْكَرِيْمُ
کامل قدرت رکھنے والا	حساب لینے والا تمام عالم کے لئے کافی اس کے سوا کسی کی ضرورت نہیں	بزرگی والا	صاحب کرم

اَلرَّقِيْبُ	اَلْمُجِيْبُ	اَلْوَاسِعُ	اَلْحَكِيْمُ
نگہبان	قبول کرنیوالا	کشائش والا	حکمت والا
اَلْوَدُوْدُ	اَلْمَجِيْدُ	اَلْبَاعِثُ	اَلشَّهِيْدُ
محبت کرنے والا	بڑی شان والا	اٹھانے والا	ہر چیز اس کے سامنے حاضر ہے
اَلْحَقُّ	اَلْوَكِيْلُ	اَلْقَوِيُّ	اَلْمَتِيْنُ
حقیقی مالک	کل عالم کا کارساز	زور آور	قوت والا
اَلْوَلِيُّ	اَلْحَمِيْدُ	اَلْمُحْصِيُ	اَلْمُبْدِئُ
دوست پناہ دینے والا	خوبیوں والا	کائنات کی ہر چیز کی گنتی اور حساب رکھنے والا	پہلی بار پیدا کرنے والا
اَلْمُعِيْدُ	اَلْمُحْيِيُ	اَلْمُمِيْتُ	اَلْحَيُّ
دوسری بار پیدا کرنے والا	زندہ کرنے والا	مارنے والا	ہمیشہ زندہ رہنے والا
اَلْقَيُّوْمُ	اَلْوَاجِدُ	اَلْمَاجِدُ	اَلْوَاحِدُ
قائم بالذّات	ہر چیز کو پانے کی قدرت رکھتا ہے	عزت والا	وہ ایک ہے
اَلصَّمَدُ	اَلْقَادِرُ	اَلْمُقْتَدِرُ	اَلْمُقَدِّمُ
بے احتیاج	قدرت والا	اقتدار والا	آگے کرنے والا

اَلْمُؤَخِّرُ	اَلْاَوَّلُ	اَلْاٰخِرُ	اَلظَّاهِرُ
پیچھے کرنے والا	سب سے پہلے	سب سے پیچھے	اپنی قدرتوں کے ذریعہ ظاہر ہے
اَلْبَاطِنُ	اَلْوَالِیُ	اَلْمُتَعَالِیْ	اَلْبِرُّ
نظروں سے مخفی	صاحبِ حکومت مالک	بلند صفات والا	احسان کرنے والا
اَلتَّوَّابُ	اَلْمُنْتَقِمُ	اَلْعَفُوُّ	اَلرَّؤُفُ
توبہ قبول کرنے والا	(ظالموں سے) بدلہ لینے والا	معاف کرنے والا	مہربانی کرنے والا
مَالِكُ الْمُلْكِ	ذُوالْجَلَالِ	وَالْاِکْرَامِ	اَلْمُقْسِطُ
سلطنت کا مالک	جلال والا	اکرام والا	انصاف کرنے والا
اَلْجَامِعُ	اَلْغَنِیُّ	اَلْمُغْنِیُ	اَلْمَانِعُ
اکٹھا کرنے والا	بے پرواہ	بے پرواہ کرنے والا	روکنے والا
اَلضَّارُّ	اَلنَّافِعُ	اَلنُّوْرُ	اَلْهَادِیُ
منکرین کو نقصان پہنچانے والا	نفع پہنچانے والا	روشن کرنے والا	ہدایت دینے والا

اَلْبَدِیْعُ	اَلْبَاقِیُ	اَلْوَارِثُ	اَلرَّشِیْدُ
نئ طرح پیدا کرنے والا	ہمیشہ باقی رہنے والا	سب کا وارث	راہ نما

اَلصَّبُوْرُ	اَلْاَحَدُ
صبر کرنے والا	اپنی ذات میں اکیلا

(جامع الترمذی ابواب الدعوات)

❖ مندرجہ ذیل الفاظ اور ان کے معانی لکھیں نیز جملوں میں استعمال کریں:

کائنات-احتیاج-آن-متمتع-مستفید-توانائی-عرفان

❖ جوابات لکھیں:

(ا) اللہ تعالیٰ کو ہم کس طرح پہچان سکتے ہیں؟

(۲) صفاتِ الٰہیہ یا اسماءِ حسنیٰ یاد رکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

(۳) صفاتِ الٰہیہ کا قبولیتِ دُعا سے کیا تعلق ہے؟

:: تمرین ::

(ا) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) استاد ابتدائی حصے کی املا لکھوائے۔

(۳) ہر طالب علم صفاتِ الٰہیہ اپنی کاپی پر لکھے اور اُن کو زبانی یاد کرے۔

:: نوٹ ::

- اگلے ہر سبق کے مشکل الفاظ اور ان کے معانی لکھیں نیز انہیں جملوں میں استعمال کریں۔
- اس سبق کے الفاظ معانی اور ان کا جملوں میں استعمال بطور نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

الفاظ	معانی	جملے
کائنات	دنیا، جہان	ہم کو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی کائنات پر ہمیشہ غور وفکر کرتے رہنا چاہئے۔
احتیاج	ضرورت	اللہ تعالیٰ انسان کی ہر احتیاج کو پورا کرنے پر قادر ہے۔
آن	لمحہ، گھڑی	امریکہ نے جاپان پر ایٹم بم گرایا ایک آن میں لاکھوں انسان مر گئے۔
متمتع	فائدہ اٹھانا	علم ایسی چیز ہے جس سے انسان ساری عمر متمتع ہوتا رہتا ہے۔
مستفید	فائدہ حاصل کرنے والا	پانی سے دنیا کا ہر جاندار مستفید ہوتا رہتا ہے۔
توانائی	طاقت، انرجی	ہم سورج سے سب سے زیادہ توانائی حاصل کرتے ہیں۔
عرفان	پہچان	زیادہ سے زیادہ عرفان الٰہی حاصل کرنے کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

سبق نمبر: ۲

حمد و ثنا

حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اُسکا کوئی نہ کوئی ثانی
باقی وُہی ہمیشہ ، غیر اُسکے سب ہیں فانی
غیروں سے دِل لگانا جُھوٹی ہے سب کہانی
سب غیر ہیں وُہی ہے اِک دل کا یار جانی
دل میں مرے یہی ہے سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
ہے پاک، پاک قدرت عظمت ہے اسکی عظمت
لرزاں ہیں اہلِ قُربت کرّوبیوں پہ ہَیبت
ہے عام اسکی رحمت کیونکر ہو شکرِ نعمت
ہم سب ہیں اسکی صنعت اس سے کرو محبت

غیروں سے کرنا اُلفت کب چاہے اسکی غیرت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(از دُرِّ ثمین صفحہ ۳۷)

❖ ذیل کے الفاظ اور ان کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں:

حمد - ثنا - ذات - جاودانی - ہمسر - ثانی - فانی

یار جانی - لرزاں - کرّ وبیوں - ہیبت - صنعت - اُلفت

❖ جوابات لکھیں:

(۱) یہ کس کے اشعار ہیں؟

(۲) کس موقعہ پر لکھے گئے تھے؟

(۳) اللہ تعالیٰ کی چند ایسی نعمتیں تحریر کریں جو اُس نے آپ میں سے ہر ایک کو عطا کی ہیں۔

:: مشق ::

(۱) ان اشعار کو زبانی یاد کریں۔

(۲) ان اشعار کی نثر لکھیں۔

(۳) ان اشعار کو کاپی پر خوشخط لکھیں۔

سبق نمبر: ۳

سائل کون تھا؟

ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اس دوران ایک شخص آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال کالے تھے اسکی شکل وصورت سے ایسا نہیں لگتا تھا کہ وہ کوئی مسافر ہے جو کسی سفر سے آیا ہو اور صحابہ کرام میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہیں تھا۔ وہ حضورؐ کے سامنے آیا اور بڑی بے تکلفی سے آپ کے گھٹنوں سے گھٹنے ملا کر بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے پھر حضورؐ سے پوچھا: مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے۔ حضورؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تُو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرے زکوٰۃ ادا کرے رمضان کے روزے رکھے اور اگر استطاعت ہو تو حج کرے۔ اس اجنبی سائل نے جواب سن کر کہا آپؐ نے سچ فرمایا صحابہ کو تعجب ہوا کہ یہ اجنبی سوال کرتا ہے اور پھر خود ہی کہتا ہے آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس اجنبی سائل نے

سوال کیا کہ ایمان کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: کہ تُو اللہ اور اس کے فرشتوں اور رسولوں اور قیامت کے دن پر نیز تقدیر خیر اور شر پر کامل یقین رکھے۔ پھر اس سائل نے پوچھا احسان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے کہ تو اُسے دیکھ رہا ہو۔ اگر تجھے یہ درجہ حاصل نہیں تو تجھے کم از کم یہ یقین تو ضرور ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر اُس نے سوالوں کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی۔ حضورؐ نے فرمایا: اس بارے میں سائل مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ اس پر سائل نے کہا اچھا اس کی علامات ہی بتا دیجئے حضورؐ نے فرمایا کہ ایک نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنے آقا کو جنے گی۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ تو ان لوگوں کو جو کبھی عریاں تھے، پاؤں میں جوتا نہ تھا، تن پر کپڑا نہ تھا بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرتے ہوئے دیکھے گا۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ پھر وہ سائل مجلس سے چلا گیا۔ اس کے جانے کہ بعد نبی کریمؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا اے عمر! تجھے معلوم ہے کہ یہ سائل کون تھا؟ مَیں نے کہا اللہ اور اُس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

❖ مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں نیز انہیں جملوں میں استعمال کریں:

صحابہ-کرام-معبود-اجنبی-تقدیر-خیر

شر-سائل-لونڈی-عریاں

❖ جوابات لکھیں:

(۱) سائل کون تھا؟

(۲) ارکان اسلام وارکان ایمان لکھیں؟

(۳) احسان کیا ہے؟

(۴) قیامت کی علامات لکھیں نیز بتائیں ''لونڈی آقا کو جنے گی'' سے کیا مراد ہے؟

(۵) مشہور فرشتوں کے نام اور ان کے بارے میں تفصیل لکھیں؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) استاد اس کی املاء لکھوائے۔

(۳) ہر طالب علم اس سبق کو اپنے الفاظ میں لکھے اور بیان کرے۔

سبق نمبر: ۴

انبیاء و رُسُل

اللہ تعالیٰ نے اس روئے زمین پر انسانوں کو پیدا کیا ہے اور ان کی جسمانی نشو نما اور بقا کے لئے ہر وہ چیز مہیا کی جس کی انہیں حاجت و ضرورت تھی اور ان کی روحانی و دینی تربیت کے لئے مختلف ازمنہ و مقامات میں انبیاء و رُسل بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا۔ایک دفعہ ایک صحابی نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اب تک اس دنیا میں کتنے انبیاء آ چکے ہیں؟ حضور نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار۔

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کہ اگر انبیاء نہیں آتے تو اس دنیا میں گمراہی اور ضلالت کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ان ہی کی بدولت نیکی، روحانیت تہذیب و تمدن باقی ہے ان ہی کی بدولت دنیا میں ایسے انسان موجود ہیں اور ماضی میں بھی موجود تھے جو اللہ ربّ العزت کی سچے دل سے اور حقیقی معنوں میں عبادت کرتے ہیں اور کرتے تھے۔

ہر نبی کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ جب کسی نبی نے یہ اعلان کیا کہ اُس

کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے تو اُس کے ہم عصروں نے اس کی شدید مخالفت کی اُسے استہزاء و مذاق کا نشانہ بنایا ساحر و مجنون کہا۔ بہت کم لوگ ایسے تھے جو اُس پر ایمان لائے۔ تاریخ اس حقیقت کی بھی نشاندہی کرتی ہے کہ باوجود اشدّ مخالفت و عداوت کے نبی اور اُس کی جماعت کے افراد کامیاب و کامران ہوتے رہے اور مخالفین و معاندین ناکام و نامراد ہوتے رہے۔

تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ دو قسم کے نبی اور رسول آتے رہے ہیں۔ ایک شریعت والے اور دوسرے اُسی شریعت کی تبلیغ کے لئے، جیسے موسیٰ علیہ السلام صاحبِ شریعت نبی تھے اور ہارون علیہ السلام بغیر شریعت کے نبی تھے۔

ہمارے عقیدے کے مطابق سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری صاحبِ شریعت نبی ہیں۔ اب آپ کے بعد قیامت تک آپؐ جیسا صاحبِ شریعت نبی نہیں آسکتا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام بغیر شریعت کے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدیہ کی تبلیغ اور اِحیاء کے لئے بھیجا ہے۔

قرآن مجید میں درج ذیل انبیاء و رسل کا ذکر ہوا ہے:

(۱) حضرت آدم علیہ السلام (۲) حضرت نوح علیہ السلام (۳) حضرت ابراہیم

علیہ السلام (۴)حضرت لوط علیہ السلام (۵)حضرت اسماعیل علیہ السلام (۶)حضرت اسحاق علیہ السلام(۷)حضرت یعقوب علیہ السلام (۸)حضرت یوسف علیہ السلام(۹)حضرت ہود علیہ السلام (۱۰)حضرت صالح علیہ السلام (۱۱)حضرت شعیب علیہ السلام (۱۲)حضرت موسیٰ علیہ السلام (۱۳) حضرت ہارون علیہ السلام(۱۴)حضرت داؤد علیہ السلام(۱۵)حضرت سلیمان علیہ السلام (۱۶)حضرت الیاس علیہ السلام(۱۷)حضرت یونس علیہ السلام (۱۸) حضرت ذوالکفل علیہ السلام(۱۹)حضرت الیسع علیہ السلام (۲۰)حضرت ادریس علیہ السلام(۲۱) حضرت ایوب علیہ السلام (۲۲) حضرت ذکریا علیہ السلام (۲۳) حضرت یحییٰ علیہ السلام (۲۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام(۲۵) حضرت لقمان علیہ السلام (۲۶) حضرت عُزیر علیہ السلام (۲۷) حضرت ذوالقرنین علیہ السلام (۲۸) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (۲۹) حضرت احمد علیہ السلام

حدیث میں یہ ذکر بھی آتا ہے کہ ہندوستان میں ایک نبی گزرے ہیں جو سانولے رنگ کے تھے اور اُن کا نام کاھنا (کنہیا) تھا۔

❖ مندرجہ ذیل الفاظ اور ان کے معانی لکھیں، نیز انہیں جملوں میں استعمال کریں۔

انبیاء-رُسُل-بعثت-گمراہی-ضلالت-قدریں-نابود

بدتر-استہزاء-نامُراد-کامران-شریعت-اِحیاء

❖ جوابات لکھیں:

(۱) دنیا میں کتنے انبیاء آچکے ہیں؟

(۲) انبیاء کی بعثت کا مقصد کیا ہے؟

(۳) نبی کتنی قسم کے ہوتے ہیں؟

(۴) انبیاء اپنے مقاصد میں کامیاب اور مخالفین ناکام کیوں ہوتے رہے؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوش خط لکھیں۔

(۲) قرآن مجید میں مذکور انبیاء کے اسماء زبانی یاد کریں۔

(۳) استاد اس سبق کی املاء لکھوائے۔

(۴) طلباء اسے اپنے الفاظ میں لکھیں

سبق نمبر: ۵

ایک لاکھ آدم

یورپ کے ملک اسپین کے ممتاز و مشہور صوفی شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (۵۶۰ھ-۶۳۸ھ ۱۱۶۵ء-۱۲۴۰ء) نے اپنی کتاب ''فتوحات مکّیہ'' جلد تین میں لکھا ہے کہ:

میں نے ایک دفعہ کشفی حالت میں دیکھا کہ میں بیت اللہ کا طواف کر رہا ہوں، اور میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ مگر وہ کچھ اجنبی قسم کے لوگ ہیں جن کو میں پہچانتا نہیں۔ پھر انہوں نے دو شعر پڑھے جن میں سے ایک تو مجھے بھول گیا مگر دوسرا یاد رہا اس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

ہم بھی اس مقدس گھر کا سالہا سال سے اسی طرح طواف کرتے رہے ہیں جس طرح آج تم اس کا طواف کر رہے ہو۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس پر تعجب ہوا۔ پھر اُن میں سے ایک شخص نے مجھے اپنا نام بتایا مگر وہ نام بھی ایسا تھا جو میرے لئے بالکل غیر معروف تھا۔ اس کے بعد وہ شخص مجھ سے کہنے لگا کہ میں تمہارے باپ داداؤں میں سے ہوں۔ مَیں نے پوچھا کہ آپ کو وفات پائے کتنا عرصہ گزر چکا ہے اُس نے کہا کہ چالیس ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر رہا ہے۔ مَیں نے کہا

زمانہ آدم پر تو اتنا عرصہ نہیں گزرا۔ اُس نے کہا کہ تم کس آدم کا ذکر کرتے ہو کیا اُس آدم کا جو تمہارے قریب ترین زمانہ میں ہوا ہے یا کسی اور آدم کا۔ وہ کہتے ہیں اس پر معاً مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث یاد آ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا کئے ہیں اور مَیں نے سمجھا کہ میرے یہ جدِّ اکبر بھی انہیں میں سے کسی ایک آدم سے تعلق رکھنے والے ہوں گے۔ (بحوالہ تفسیر کبیر سورۃ الحج ۳۱)

●◆●◆●

❖ ذیل کے الفاظ اور ان کے معانی لکھیں، نیز جملوں میں استعمال کریں:

کشف-طواف-مقدّس-سالہا سال-غیر معروف-جدِّ اکبر

❖ جوابات لکھیں:

(۱) دنیا میں کتنے برِّ اعظم ہیں؟ دنیا کا نقشہ بنا کر یورپ اور اسپین کی نشاندہی کریں۔

(۲) فتوحات مکّیہ کس کی تصنیف ہے اور کس زبان میں لکھی گئی ہے؟

(۳) حدیث کے مطابق اب تک کتنے آدم گزر چکے ہیں؟

(۴) کشفی حالت کیا ہوتی ہے؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔ (۲) استاد اس کی املاء لکھوائے۔

(۳) اس سبق کو اپنے الفاظ میں تحریر اور بیان کریں۔

سبق نمبر:٦

سرزمینِ ہند کی ایک خصوصیت

سرزمینِ ہند میں ایسی ہے شُہرت مجھ کو دی
جیسے ہووے برق کا اِک دم میں ہر جا انتشار
پھر دوبارہ ہے اُتارا تُو نے آدم کو یہاں
تا وہ نخلِ راستی اِس ملک میں لاوے ثمار
مَیں کبھی آدمؑ کبھی موسیٰؑ کبھی یعقوبؑ ہوں
نیز ابراہیمؑ ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
اِک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
مَیں ہؤا داؤدؑ اور جالُوت ہے میرا شکار
پر مسیحا بن کے مَیں بھی دیکھتا رُوئے صلیب
گر نہ ہوتا نامِ احمدؐ جس پہ میرا سب مدار

دشمنو! ہم اُس کی رہ میں مر رہے ہیں ہر گھڑی
کیا کروگے تم ہماری نیستی کا انتظار

(از دُرِّثمین صفحہ ۱۴۹)

❖ ذیل کے الفاظ اور اُن کے ان کے معانی لکھیں، نیز انہیں جملوں میں استعمال کریں:

سرزمین - برق - انتشار - نخلِ راستی - ثمار
داؤدی صفت - رُوئے صلیب - مدار - نیستی

❖ جوابات لکھیں:

(۱) یہ اشعار کس کے ہیں؟
(۲) آدم کے ہند میں دوبارہ اُتارنے سے کون مُراد ہیں؟
(۳) داؤد اور جالوت کون تھے؟

:: تمرین ::

(۱) ان اشعار کی نثر لکھیں۔
(۲) ان اشعار کو خوشخط لکھیں۔
(۳) استاد ابتدائی اشعار کی املاء لکھوائے۔

سبق نمبر: ۷

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام نامی کسی معرِّفی کا محتاج نہیں۔کون ہے جو ابوالانبیاء خلیل اللہ کو نہیں جانتا۔مسلمان،عیسائی،یہودی سبھی ان کو مانتے ہیں۔ آپ کا زمانہ موٹے طور پر اکیس بائیس سو سال قبل مسیح قرار دیا گیا ہے۔یعنی آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً ستائیس اٹھائیس سو سال پہلے گذرے ہیں۔ آپ نُوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور عراق کے رہنے والے تھے مگر بعد میں مصر وغیرہ سے ہوتے ہوئے بالآخر جنوبی فلسطین میں آباد ہوگئے۔آپ نے تین شادیاں کیں۔پہلی بیوی کا نام سارؔہ تھا دوسری کا نام ہاجرہ تھا اور تیسری کا نام قطورا۔ان میں سے مؤخرالذکر کے ذاتی حالات زیادہ معلوم نہیں ہیں......مگر اس قدر ذکر غیر مناسب نہ ہوگا کہ وہ قوم مدیَن کی نسل سے تھیں۔حضرت ابراہیمؑ کی پہلی دو بیویوں میں سے سارؔہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کے قریبی عزیزوں میں سے تھیں مگر ہاجرہ ایک غیر خاندان سے تھیں اور مصر کی رہنے والی تھیں۔ان دونوں

کے بطن سے اولاد ہوئی اور اس قدر پھیلی کہ آج دنیا کے ہر گوشہ میں پائی جاتی ہے
حضرت ہاجرؔہ کے بطن سے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے جو حضرت ابراھیم علیہ
السلام کے بڑے لڑکے تھے اور حضرت سارؔہ سے اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ یہ
دونوں بچے خدا کی خاص بشارات کے ماتحت پیدا ہوئے تھے اور دونوں کے ساتھ
خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص برکت کے وعدے تھے۔ اوران کے نام بھی خدائی
الہام کے ماتحت رکھے گئے تھے۔ اور اسماعیل کے متعلق تو حضرت ابراہیمؑ اور
حضرت ہاجرہ کی خاص دُعا بھی تھی جیسا کہ ان کا نام بھی جو دراصل سمع ایل
ہے ظاہر کرتا ہے (یعنی خدا نے ان کی دعا سن لی) چنانچہ ان دونوں بچوں کو خدا
تعالیٰ نے عظیم الشان برکات کا وارث بنایا اور حسب وعدہ ان دونوں کی نسل کو دُنیا
میں ہر قسم کے انعام سے مالا مال کیا۔ چنانچہ بنو اسرائیل جن میں حضرت موسیٰؑ اور
حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ اور حضرت مسیح ناصریؑ جیسے عالی مرتبہ نبی پیدا
ہوئے، حضرت اسحاقؑ کی اولاد سے ہیں۔ مگر اس جگہ ہمارا تعلق بنو اسمٰعیل سے ہے
جو عرب میں آباد ہوئے اور جن سے فخرِ اوّلین و آخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا وجود نکلا۔ (بحوالہ سیرۃ خاتم النبیّنؐ صفحہ ۶۵)

❖ مندرجہ ذیل الفاظ اور ان کے معانی لکھیں نیز جملوں میں استعمال کریں:

خلیل اللہ-مؤخرالذکر-گوشہ-برکات-عالی مرتبہ

انعام سے مالا مال-فخر اوّلین وآخرین-ابوالانبیاء

❖ جوابات لکھیں:

(۱) ابراھیم علیہ السلام آج سے کتنے ہزار سال قبل گزرے ہیں؟

(۲) آپؑ کو کن کن مذاہب کے لوگ مانتے ہیں؟

(۳) آپؑ کس نبی کی اولاد میں سے تھے؟

(۴) آپؑ کی کتنی بیویاں تھیں؟

(۵) بنواسرائیل کون تھے؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) اس سبق کو استاد بطور املاء لکھوائے۔

(۳) اس سبق کو اپنے الفاظ میں لکھیں اور بیان کریں۔

سبق نمبر: ۸

حضرت ہاجرہؑ کا کرب

اسماعیل علیہ السلام ابھی بچہ ہی تھے کہ اُن کی سوتیلی ماں سارؔہ نے کسی بات پر ناراض ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہاجرہ اوراس کے بیٹے کو گھر سے نکال دو۔ ابراہیم علیہ السلام کو طبعًا اس قول پر بہت رنج پیدا ہوا مگر خدا تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ رنجیدہ مت ہو اوراس بات کو بُرا نہ جان بلکہ جیسے سارہ کہتی ہے ویسے ہی کر۔ اسحاقؑ بھی تیری اولاد ہے مگر مجھے ہاجرہ کے فرزند اسماعیل سے ایک قوم بنانا ہے۔ چنانچہ اس الٰہی ارشاد کے ماتحت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سینکڑوں میل کا سفر اختیار کر کے حضرت اسماعیل اوران کی والدہ ہاجرہ کو عرب کے علاقہ حجاز کے اندر وادیٔ بکّہ میں لاکر آباد کیا۔ یہ وہ وادی ہے جہاں اب مکّہ آباد ہے اس وقت یہ ایک بالکل غیر آباد اور ویران وادی تھی۔ اس وادی میں صفؔا اور مروؔہ کی گھاٹیوں کے پاس ان دو بے کس اور بے بس جانوں کو تھوڑے سے زاد کے ساتھ چھوڑ کر حضرت ابراہیمؑ اپنے وطن کو واپس روانہ ہوئے۔

حضرت ابراہیمؑ کو واپس جاتے دیکھ کر حضرت ہاجرہ اُن کے پیچھے پیچھے آئیں اور نہایت درد آمیز الفاظ میں کہنے لگیں: ''آپ کہاں جاتے ہیں اور ہم کو اس طرح کیوں اکیلا چھوڑ کر جا رہے ہیں؟'' حضرت ابراہیمؑ خاموشی کے ساتھ قدم بڑھاتے گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ آخر ہاجرہ نے کہا آپ کچھ تو بولیں۔ ''کیا خدا نے آپ سے ایسا فرمایا ہے؟'' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: ''ہاں'' اور پھر خاموشی کے ساتھ آگے بڑھتے گئے۔ اس پر ہاجرہ بولیں: ''اگر اللہ کا حکم ہے تو پھر آپ بے شک جائیں اللہ ہم کو ضائع نہیں کرے گا۔'' یہ کہہ کر ہاجرہ واپس لوٹ آئیں۔ قرآن شریف میں اس واقعہ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان الفاظ میں ذکر آتا ہے:

یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو چھوڑ کر واپس جانے لگے تو اُنہوں نے تھوڑی دور جا کر پیچھے نظر ڈالی اور خدا کے حضور یوں دُعا کی کہ:

> ''اے ہمارے ربّ! مَیں نے اپنی نسل کے ایک حصّے کو اس غیر آباد بنجر وادی میں تیرے عزّت والے گھر کے پاس بسایا ہے۔

اے ہمارے ربّ! مَیں نے یہ کام اس لئے کیا ہے کہ تا وہ تیری عبادت کو قائم کریں اور تیرے لئے ان کی زندگی وقف ہو۔ پس تو لوگوں کے دل ان کی طرف جھکا دے اور انکو اچھے اچھے ثمرات کا رزق عطا کرتا کہ وہ تیرے شکرگذار ہوں۔" (سورہ ابراہیم آیت ۳۸)

عام مؤرخین بیان کرتے ہیں اور حدیث میں بھی ذکر آتا ہے کہ جب حضرت ہاجرہ کا زاد ختم ہوگیا تو لوازمات بشری کے ماتحت ان کو اپنے بیٹے کے متعلق سخت فکر پیدا ہوا اور وہ اِدھر اُدھر پانی کی تلاش میں پھریں مگر پانی کی ایک بوند تک نہ ملی اور بچے کی حالت پیاس سے اَبتر ہوتی گئی۔ آخر ہاجرہ سے اسماعیل کی حالتِ زار دیکھی نہ گئی اس لئے وہ وہاں سے اٹھیں تا کہ اپنے بچے کی پیاس کی موت کو نہ دیکھیں اور آسمان کی طرف منہ کر کے روئیں اور پانی کی تلاش میں پھر اِدھر اُدھر بھاگیں اور اردگرد کے علاقہ پر اچھی طرح نظر ڈالنے کی غرض سے صؔفا کی پہاڑی پر چڑھ گئیں لیکن وہاں سے بھی جب کوئی چیز نظر نہ آئی تو بھاگتی ہوئی مَرؔوہ کی پہاڑی پر آئیں وہاں سے پھر دوڑتی ہوئی صفا کی طرف گئیں اور اس طرح انہوں نے ایک نہایت گھبراہٹ اور بیتابی کی حالت میں ان پہاڑیوں پر سات چکر لگائے

اور ساتھ ساتھ زار زار روتی بھی جاتی تھیں اور اللہ سے دعا بھی کرتی جاتی تھیں۔مگر نہ تو کوئی پانی کا پتہ ملتا تھا اور نہ ہی کوئی آدمی نظر آتا تھا۔آخر جب ہاجرہ کا کرب انتہا کو پہنچ گیا تو ساتویں چکر کے بعد ہاجرہ کو ایک غیبی آواز سنائی دی کہ:''اے ہاجرہ اللہ نے تیری اور تیرے بچے کی آواز سُن لی ہے'' یہ آواز سن کر وہ واپس آئیں تو جس جگہ بچہ شدّتِ پیاس کی وجہ سے بے تابی کی حالت میں تڑپ رہا تھا وہاں ایک خدائی فرشتہ کو کھڑا پایا جو اپنے پاؤں کی ایڑی اس طرح زمین پر مار رہا تھا کہ گویا کوئی چیز کھود کر نکال رہا ہے۔حضرت ہاجرہ آگے بڑھیں تو جس جگہ وہ ایڑی مار رہا تھا وہاں انہوں نے ایک چشمہ پایا جس میں سے پانی پھوٹ پھوٹ کر بہہ رہا تھا۔ ہاجرہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔اُس نے فوراً اپنے بچے کو پانی دیا اور اس خوف سے کہ پانی ضائع نہ ہو جاوے اس کے اردگرد پتھر رکھ دیئے اور اسے ایک حوض کی صورت میں بنا دیا۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ:''خدا ہاجرہ پر رحم کرے اگر وہ اس پانی کو نہ روکتی تو وہ ایک بہنے والا چشمہ ہو جاتا۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ حج میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ہاجرہ ہی کی مقدس یادگار ہے۔ (بحوالہ سیرۃ خاتم النبیّینؐ صفحہ ٦٦)

❖ درج ذیل الفاظ اور ان کے معانی لکھیں اور انہیں جملوں میں استعمال کریں۔

رنجیدہ۔ بے کس۔ بے بس۔ دردآمیز۔ حالتِ زار۔ بے تابی

❖ جوابات لکھیں:

(۱) حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا مطالبہ کیا تھا اور کیوں کیا تھا؟

(۲) حضرت ہاجرہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا کہا؟

(۳) ہاجرہؑ صفا اور مروہ پہاڑیوں پر کیوں چڑھتی تھیں؟

(۴) حضرت ہاجرہؑ کو کیا غیبی آواز آئی تھی؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) استاد اس کا کچھ حصہ بطور املاء لکھوائے۔

(۳) اس سبق کو اپنے الفاظ میں لکھیں۔

سبق نمبر: ۹

سب پکار اٹھے اَمین اَمین

کعبہ کی عمارت کو کسی وجہ سے نقصان پہنچ گیا تھا۔اس لئے قریش نے اسے گرا کر پھراز سرِ نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔مگر گرانے کا کام شروع کرنے سے سب ڈرتے تھے کہ خُدا کا گھر ہے کوئی آفت نہ آجاوے۔آخر ولید بن مغیرہ نے جو معمّر اور سرداران قریش میں سے تھا اس کام کو شروع کیا اور جب لوگوں نے ایک رات انتظار کر کے دیکھ لیا کہ ولید پر اس وجہ سے کوئی آفت نہیں آئی تو پھر سب شامل ہو گئے۔

جب پُرانی عمارت کو گراتے گراتے حضرت ابراھیمؑ کی بنیادوں پر پہنچے تو رُک گئے اور ان کے اُوپر نئی تعمیر شروع کی۔اتفاق ایسا ہوا کہ ساحل کے پاس ایک بڑی کشتی ٹوٹ گئی تھی اس کی لکڑی قریش نے خرید لی لیکن چونکہ یہ لکڑی ساری چھت کے لئے ناکافی تھی اس واسطے قریش کعبہ کی اس جدید تعمیر کو ابراہیم خلیل اللہ کی بنیادوں پر کھڑا نہیں کر سکے بلکہ ایک طرف سات ہاتھ جگہ چھوڑ دی اور بعض تبدیلیاں بھی قریش نے کیں۔

جب قریش کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے حجرِ اسود کی جگہ پر پہنچے تو قبائل قریش کے اندر اس بات پر سخت جھگڑا ہوا کہ کون سا قبیلہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھے۔ہر قبیلہ اس

عزت کو اپنے لئے چاہتا تھا۔ حتّٰی کہ لوگ آپس میں لڑنے مرنے کو تیار ہو گئے اور بعض نے تو زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق ایک خُون سے بھرے ہوئے پیالے میں اُنگلیاں ڈبو کر قسمیں کھائیں کہ لڑ کر مر جائیں گے مگر اس عزت کو اپنے قبیلہ سے باہر نہ جانے دیں گے۔ اس جھگڑے کی وجہ سے تعمیر کا کام کئی دن تک بند رہا۔ آخر ابو امیّہ بن مغیرہ نے تجویز پیش کی کہ جو شخص سب سے پہلے حَرم کے اندر آتا دکھائی دے وہ اس بات میں حَکَم ہو کر فیصلہ کرے کہ اس موقعہ پر کیا کرنا چاہیئے۔ اللہ کی قدرت لوگوں کی آنکھیں جو اُٹھیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کو دیکھ کر سب پُکار اُٹھے: ''اَمین اَمین'' اور سب نے باتفاق کہا کہ ''ہم اس کے فیصلہ پر راضی ہیں۔'' جب آپؐ قریب آئے تو انہوں نے آپؐ سے حقیقت امر بیان کی اور فیصلہ چاہا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ایسا فیصلہ فرمایا کہ سب سردارانِ قریش دَنگ رہ گئے اور آفرین پکار اُٹھے۔ آپ نے اپنی چادر لی اور اس پر حجرِ اسود کو رکھ دیا اور تمام قبائل قریش کے رؤسا کو اس چادر کے کونے پکڑوا دیئے اور چادر اُٹھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب نے مل کر چادر کو اُٹھایا اور کسی کو بھی شکایت نہ رہی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصویری زبان میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عرب کے مختلف قبائل جو اب برسرِ پیکار ہیں وہ اس پاک وجود کے ذریعہ سے ایک مرکز پر جمع ہو جائیں گے۔ جب حجرِ اسود کی اصلی جگہ کے محاذ میں چادر پہنچی تو آپؐ نے اپنے

دستِ مبارک سے اُسے چادر پر سے اُٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ یہ جیسا کہ پہلے کہا گیا تھا تصویری زبان میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عنقریب نبوت کی عمارت کے ’’کونے کا پتھر‘‘ آپ کے وجود سے اپنی جگہ پر قائم ہوگا۔ (بحوالہ سیرۃ خاتم النبیّنؐ صفحہ ۱۰۸)

❖ مندرجہ ذیل الفاظ اور ان کے معانی لکھیں نیز جملوں میں استعمال کریں۔

ازسرِنو۔آفت۔حجراسود۔حرم۔حقیقتِ امر۔آفرین

محاذ - دستِ مبارک - اَمین - برسرِ پیکار

❖ جوابات لکھیں:

(۱) کعبہ کہاں واقع ہے؟ اسلام میں اس کی کیا اہمیت ہے؟

(۲) مکہ کے قریب کون سا سمندر ہے؟

(۳) قریش میں جھگڑا کیوں کھڑا ہوا؟

(۴) تصویری زبان کیا ہوتی ہے؟

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فیصلہ کیا؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔ (۲) استاد اس کی املاء لکھوائے۔

(۳) طلباء اس سبق کو اپنے الفاظ میں لکھیں اور بیان کریں۔

(۴) عرب کا نقشہ بنا کر بتائیں کہ ساحل کہاں ہے؟

سبق نمبر: ۱۰

سب سے پہلی وحی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مکہ میں نبوت سے کچھ مدت پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عمدہ خواب آنے شروع ہوئے۔ جو خواب آپ دیکھتے وہ صاف طور سے پورا ہو جاتا تھا۔ اس وقت آپؐ کو تنہائی میں رہنا پسند ہو گیا۔ اور آپؐ غارِ حرا میں خلوت فرمانے لگے۔ اور کئی کئی رات برابر وہاں خدا کی عبادت کیا کرتے۔ پھر گھر آتے اور کئی روز کی خوراک لے جاتے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس وحی آ گئی۔ جب آپؐ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو اس وقت آپ غارِ حرا میں تھے یہ رمضان کا مہینہ شبِ قدر اور پیر کا دن تھا کہ ایک فرشتہ آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ کے سامنے ظاہر ہو کر اُس نے آپؐ سے کہا کہ پڑھیئے۔ آپؐ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس پر اُس فرشتے نے آپؐ کو پکڑ لیا اور زور سے دبایا یہاں تک کہ آپؐ کو تکلیف ہوئی۔ پھر چھوڑ کر آپؐ سے کہا پڑھیئے۔ آپؐ نے پھر فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس پر فرشتے نے دوبارہ آپؐ کو زور سے دبایا یہاں تک کہ آپؐ کو تکلیف ہوئی۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھیئے آپؐ نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر تیسری دفعہ اس فرشتہ نے آپ کو زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا کہ:

ترجمہ : " اپنے رب کا نام لے کر پڑھو جس نے ہر چیز کو پیدا کیا انسان کو گوشت کی بوٹی سے پیدا کیا۔ پڑھو! اور تمہارا پروردگار بڑا اکرم کرنے والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جسے وہ جانتا نہ تھا۔" (سورۃ العلق)

یہ کہہ کر فرشتہ غائب ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اس واقعہ کی ہیبت سے دھڑکنے لگا۔ آپؐ غارِ حرا سے سیدھے حضرت خدیجہؓ کے پاس واپس آئے اور کہا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمبل ڈال دیا یہاں تک کہ کچھ دیر بعد جب آپ کا دل ذرا ٹھہرا تو آپؐ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سب حال بیان کیا اور کہا کہ میرا تو دم نکلنے لگا تھا اس پر حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا کہ ایسا نہ فرمایئے خدا کی قسم اللہ آپؐ کو کبھی پریشان نہیں کرے گا کیونکہ آپ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں لوگوں کا بوجھ بٹاتے ہیں ہمیشہ سچ بولتے ہیں جو اچھی باتیں اَور لوگوں میں نہیں پائی جاتیں وہ آپؐ میں موجود ہیں۔ آپؐ مہمان نواز ہیں اور تکالیف میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہؓ آپ کو لیکر اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں یہ ورقہ عیسائی ہو چکے تھے اور انجیل سے خوب واقف تھے اور اتنے عمر رسیدہ آدمی تھے کہ ان کی آنکھیں بھی جاتی رہی تھیں۔ حضرت خدیجہؓ نے ان سے کہا اے بھائی! ذرا اپنے بھتیجے کا حال تو سُنو اور پھر

اپنی رائے دو۔ ورقہ نے حال پوچھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب واردات بیان فرمائی۔ ورقہ نے سن کر کہا کہ اے محمدؐ یہ تو وہ فرشتہ ہے جسے اللہ نے موسیٰ پر نازل کیا تھا۔ اَے کاش میں آپؐ کے نبوت کے زمانہ میں جوان ہوتا۔ اے کاش کہ میں اس وقت تک زندہ ہی رہتا جب آپ کی قوم آپؐ کو شہر سے نکال دے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا سچ مچ یہ لوگ مجھے یہاں سے نکال دیں گے۔ ورقہ نے کہا ہاں جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے ہمیشہ لوگ آپ جیسے نبیوں سے دشمنی کرتے ہیں اور اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ پوری طاقت کے ساتھ آپ کی مدد کروں گا مگر افسوس کہ چند روز کے بعد ہی ورقہ کی وفات ہوگئی اور وحی کا آنا بھی کچھ مدّت کے لئے رُک گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دفعہ وحی آنے کے بعد اس کے رُک جانے کا حال بیان فرمانے لگے تو فرمایا کہ ایک دن میں چلا جا رہا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سُنی اُوپر نظر اُٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے میں ڈر گیا۔ گھر کو واپس آیا اور کہنے لگا کہ کمبل اوڑھاؤ کمبل اوڑھاؤ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی:

ترجمہ: اے کپڑا اوڑھنے والے کھڑا ہو۔ اور لوگوں کو ڈرا اور اپنے پروردگار کی بڑائی

بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھ اور ہر ناپاکی کو چھوڑ دے۔ (سورۃ المدثر ۷۴/۱-۵)

وحی کے نزول کا سلسلہ اُس وقت شروع ہوا جب کہ آپ عمر کے چالیسویں سال میں تھے اور پھر آخر تک جاری رہا۔ (مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ حصہ اوّل صفحہ ۴۷۰)

●◆●◆●

❖ مندرجہ ذیل الفاظ اور ان کے معانی لکھیں نیز جملوں میں استعمال کریں:

خلوت - شب قدر - عمر رسیدہ - آنکھیں جانا - واردات

❖ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات لکھیں:

(۱) وحی کیا ہوتی ہے؟

(۲) حضرت خدیجہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح تسلی دی؟

(۳) ورقہ کون تھے؟

(۴) ورقہ نے سارا واقعہ سُن کر کیا کہا؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) استاد اسے بطور اِملاء لکھوائے۔

(۳) اس سبق کو اپنے الفاظ میں لکھیں اور بیان کریں۔

سبق نمبر: ۱۱

قُرآن مجید

مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق قرآن شریف کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حَرف خُدا کا کلام ہے، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بصورت وحی نازل ہوا۔ یہ نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئیس سالہ نبوّت کی زندگی پر پھیلا ہوا تھا یعنی الہام سے ہی آپ کے دعویٰ کی ابتداء ہوئی اور قرآن شریف کا آخری حصہ اُس وقت نازل ہوا جبکہ آپ کی وفات بالکل قریب تھی اس طرح اگر آپ کی نبوت کے مجموعی ایام کے مقابلہ پر قرآنی آیات کی مجموعی تعداد کو رکھ کر دیکھا جائے تو روزانہ نزول کی اوسط ایک آیت سے بھی کم بنتی ہے کیونکہ جہاں آپ کی نبوت کے ایام کم وبیش سات ہزار نوسوستر بنتے ہیں وہاں قرآنی آیات کی تعداد صرف چھ ہزار دوصد چھتیس ہے اور چونکہ قرآنی الفاظ کی مجموعی تعداد ستتر ہزار نو سو چونتیس (۷۷۹۳۴) ہے اسلئے فی آیت بارہ الفاظ کی اوسط ہوئی جس سے روزانہ نزول کی اوسط کم وبیش نو لفظ سمجھی جاسکتی ہے۔ ان اعداد وشمار سے ظاہر ہے کہ قرآن

شریف بہت ہی آہستہ آہستہ نازل ہوا تھا اور گو یہ دُرست ہے کہ قرآن شریف کے نزول میں بعض اوقات ناغے بھی آجاتے تھے اور بعض دُوسرے ایام میں ایک ہی وقت میں متعدد آیات اکٹھی نازل ہو جاتی تھیں لیکن پھر بھی قرآن شریف کبھی بھی ایک وقت میں اتنی مقدار میں نازل نہیں ہوا کہ اُسے لکھ کر محفوظ کرنے یا ساتھ ساتھ یاد کرتے جانے میں کوئی مشکل محسوس ہوئی ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ جو آیات قرآن شریف کی نازل ہوتی جاتی تھیں انہیں ساتھ ساتھ لکھواتے جاتے اور خدائی تفہیم کے مطابق ان کی ترتیب بھی خود مقرر فرماتے جاتے تھے......

جن صحابہ سے کاتبِ وحی کا کام لیا جاتا تھا اُن کے نام اور حالات تفصیل و تعیین کے ساتھ تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ان میں سے زیادہ معروف صحابہ یہ تھے: حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ زبیر بن العوامؓ۔ شرجیل بن حسنہؓ۔ عبداللہ بن رواحہؓ۔ ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ۔ اس فہرست سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائے اسلام سے ہی ایک معتبر جماعت قرآنی وحی کے قلمبند کرنے کے لئے میسر رہی تھی اور اس طرح قرآن شریف نہ صرف ساتھ ساتھ تحریر میں آتا گیا تھا بلکہ ساتھ ہی ساتھ اس کی موجودہ ترتیب بھی جو بعض

مصالح کے ماتحت نزول کی ترتیب سے جدا رکھی گئی ہے قائم ہوتی گئی تھی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جبکہ نزول قرآن مکمل ہو چکا تھا حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول نے حضرت عمرؓ کے مشورہ سے زید بن ثابتؓ انصاری کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبِ وحی رہ چکے تھے حکم فرمایا کہ وہ قرآن مجید کو باقاعدہ مصحف کی صورت میں اکٹھا لکھوا کر محفوظ کر دیں۔ چنانچہ زید بن ثابتؓ نے بڑی محنت کے ساتھ ہر آیت کے متعلق زبانی اور تحریری ہر دو قسم کی پختہ شہادت مہیا کر کے اسے ایک باقاعدہ مصحف کی صورت میں اکٹھا کر دیا اس کے بعد جب اسلام مختلف ممالک میں پھیل گیا تو پھر حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث کے حکم سے زیدؓ بن ثابت کے جمع کردہ نسخہ کے مطابق قرآن شریف کی متعدد مستند کاپیاں لکھوا کر تمام اسلامی ممالک میں بھجوادی گئیں۔ (سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ ۵)

قرآن مجید میں ایک سو چودہ ۱۱۴ سورتیں اور تیس پارے ہیں۔ بعض سورتوں کے دو دو نام ہیں۔

۱	اَلْفَا تِحَة	۲	اَلْبَقَرَة	۳	آلِ عِمْرَان
۴	اَلنِّسَاء	۵	اَلْمَائِدَة	۶	اَلْاَنْعَام

۷	اَلاعْرَاف	۸	اَلْاَنْفَال	۹	اَلتَّوبَة
۱۰	يُونس	۱۱	هُود	۱۲	يُوسف
۱۳	الرَّعْد	۱۴	اِبْرَاهِيم	۱۵	الْحِجْر
۱۶	النَّحْل	۱۷	بَنِى اِسرائيل (الاسراء)	۱۸	اَلكَهْف
۱۹	مَريَم	۲۰	طٰهٰ	۲۱	اَلْاَنْبِيَاء
۲۲	اَلْحَجّ	۲۳	الْمُؤمِنُون	۲۴	النُّور
۲۵	اَلفُرْقَان	۲۶	اَلشُّعَرَاءُ	۲۷	النَّمَل
۲۸	اَلقَصَص	۲۹	اَلعَنْكَبُوت	۳۰	اَلرُّوْم
۳۱	لُقمان	۳۲	اَلسَّجْدَة	۳۳	اَلاحْزَاب
۳۴	سَبَا	۳۵	فَاطِر	۳۶	يٰسٓ
۳۷	اَلصَّافَّات	۳۸	صٓ	۳۹	الزُّمَر
۴۰	اَلمُؤمِن (غافر)	۴۱	حٰم السَّجْدة (فُصِّلَت)	۴۲	اَلشُّورٰى

۴۳	اَلزُّخْرُف	۴۴	اَلدُّخَان	۴۵	اَلْجا ثِیَة
۴۶	اَلاَحْقَاف	۴۷	مُحَمَّد	۴۸	اَلْفَتح
۴۹	اَلْحُجُرَات	۵۰	قٓ	۵۱	اَلزَّارِیات
۵۲	الطُّور	۵۳	النَّجم	۵۴	اَلْقَمَر
۵۵	اَلرَّحْمان	۵۶	اَلْوَاقِعَةُ	۵۷	اَلْحَدِیْد
۵۸	اَلْمُجَادِلَة	۵۹	اَلْحَشَر	۶۰	اَلْمُمْتَحِنَة
۶۱	اَلصَّف	۶۲	اَلْجُمُعَة	۶۳	اَلْمُنَافِقُوْن
۶۴	التَّغَابُن	۶۵	الطّلَاق	۶۶	التَّحْرِیْم
۶۷	اَلْمُلْك	۶۸	اَلْقَلَمْ	۶۹	اَلْحَاقَّة
۷۰	اَلْمَعَارِج	۷۱	نُوح	۷۲	الجنّ
۷۳	الْمُزّمّل	۷۴	اَلْمُدَّثر	۷۵	القِیَامَة
۷۶	الدَّهر(الانسان)	۷۷	اَلْمُرسَلات	۷۸	النَّبأ
۷۹	النَّازِعَات	۸۰	عَبَس	۸۱	التَّكْوِیْر

۸۲	اَلْاِنفِطَار	۸۳	الْمُطَفِّفِيْن	۸۴	الْاِنْشِقَاق
۸۵	الْبُرُوْج	۸۶	الطَّارِق	۸۷	الْاَعْلٰى
۸۸	الْغَاشِيَة	۸۹	الفَجْر	۹۰	الْبَلَد
۹۱	الشَّمْس	۹۲	اَللَّيْل	۹۳	الضُّحٰى
۹۴	اَلَمْ نَشْرَح	۹۵	التِّيْن	۹۶	العَلَق
۹۷	القَدْر	۹۸	الْبَيِّنَة	۹۹	الزِّلْزَال
۱۰۰	العَادِيَات	۱۰۱	القَارِعَة	۱۰۲	التَّكَاثُر
۱۰۳	العَصْر	۱۰۴	الهُمَزَة	۱۰۵	الْفِيْل
۱۰۶	قُرَيْش	۱۰۷	المَاعُون	۱۰۸	الكَوْثَر
۱۰۹	الْكَافِرُون	۱۱۰	النَّصْر	۱۱۱	اللَّهَب(المَسَد)
۱۱۲	الْاِخْلَاص	۱۱۳	الْفَلَق	۱۱۴	النَّاس

:: تمرین ::

مندرجہ بالا سورتوں کے نام ترتیب سے معنٰی کے ساتھ یاد کریں۔

سبق نمبر:۱۲

فضائل قرآن مجید

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قُرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اسکی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لؤلوئے عمّاں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیوں کر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

ملائک جسکی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی، کہاں مقدورِ انساں ہے

(از دُرِّ ثمین صفحہ ۳)

❖ ذیل کے الفاظ اور معنی لکھیں نیز انہیں جملوں میں استعمال کریں:

جمال وحسن - نظیر - یکتا - بہار جاوداں - بستاں

یزداں - ثانی - قول بشر - درماندگی - نمایاں

❖ جوابات لکھیں:

(۱) یہ اشعار کن کے ہیں؟ اُن کے تعارف پر دس سطریں لکھیں!

(۲) لؤلوئے عماں اور لعلِ بدخشاں کیا ہیں؟

:: تمرین ::

(۱) ان اشعار کو خوشخط لکھیں۔

(۲) ان اشعار کی نثر لکھیں۔

سبق نمبر: ۱۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے زیادہ سختی کا دن (طائف)

ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کیا احد سے بھی زیادہ سختی کا دن آپؐ پر آیا ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری قوم قریش سے جو مصیبتیں اٹھائی ہیں وہ احد سے بہت بڑھ کر ہیں۔اور سب سے زیادہ تکلیف مجھے اس دن پہنچی جس دن میں طائف میں عبد یالیل کے پاس گیا اس نے میری دعوت ردّ کر دی میں نہایت رنج و ملال کے ساتھ وہاں سے چل نکلا۔ان لوگوں نے وہاں کے شہدے اور اَوباش میرے پیچھے لگا دیئے اور انہوں نے کئی میل تک مجھے ہوش نہ آنے دیا۔ اتنا مارا اور پتھر برسائے کہ مجھے ہوش نہ رہا کہ کدھر جا رہا ہوں میں نے اپنا منہ بچانے کے لئے اپنا سر نیچے کر رکھا تھا۔اور میرے ہوش و ہواس بجا نہ

تھے۔ یہاں تک کہ پتھروں کی بارش قرن الثعالب میں جا کر بند ہوئی تو میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور دیکھا کہ ایک ابر کے ٹکڑے نے مجھ پر سایہ کرلیا اور اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالی نے آپ کی تبلیغ اور ان لوگوں کا سلوک دیکھ لیا اور اللہ نے آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتہ کو بھیجا ہے اور آپؐ کو اجازت دی ہے کہ جو چاہیں آپ اُسے حکم کریں۔ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور سلام کیا۔ اور کہا اے محمدؐ اس وقت جو آپ چاہیں میں کردوں اگر اجازت ہو تو یہ دونوں سامنے والے پہاڑ ان لوگوں پر رکھ دوں میں نے کہا نہیں میں یہ نہیں چاہتا۔ مجھے اُمید ہے کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اس کی عبادت کریں گے اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔

خیر آپ نے ان اَوباشوں کے ظلم سے ایک باغ میں پناہ لی وہ باغ آپ کے مکہ کے پرانے دشمنوں عتبہ اور شیبہ کا تھا۔ اُسوقت وہ دونوں وہیں باغ میں موجود تھے۔ آپ کی مصیبت دیکھ کر ان دشمنوں کو بھی اس وقت ترس آ گیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک عیسائی غلام عداس نامی کو بلا کر کہا کہ ایک خوشہ انگور کا لیکر اس

شخص کو دے آ جو فلاں جگہ بیٹھا ہے عداس انگور لے کر حاضر ہوا اور پیش کر کے کہا کہ اسے کھایئے آپؐ جب کھانے لگے تو پہلے بسم اللہ پڑھی عداس نے آپؐ کے چہرہ کو غور سے دیکھا اور کہا کہ خدا کی قسم یہ کلام تو اس شہر کے لوگ نہیں پڑھا کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا کیا دین ہے؟ عداس نے کہا میں عیسائی ہوں اور نینوہ کا رہنے والا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر تو تم یونسؑ کے شہر والے ہو۔ عداس نے کہا آپؐ کیا جانیں کہ یونس کون تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے بھائی تھے۔ میں بھی نبی ہوں اور وہ بھی نبی تھے۔ یہ سُن کر عداس جھکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسم کے سر اور ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ یہ نظارہ عتبہ اور شیبہ نے بھی دُور سے دیکھا اور کہنے لگے لو اس شخص نے ہمارے غلام کو بھی گمراہ کر دیا۔ جب غلام ان کے پاس واپس آیا تو انہوں نے کہا کم بخت تو نے اس شخص کے سر اور ہاتھوں کو کیوں بوسہ دیا۔ عداس بولے حضور اس وقت اس شخص سے بہتر اور کوئی شخص پردۂ دُنیا میں نہیں ہے۔ عتبہ شیبہ کہنے لگے عداس افسوس کی بات ہے تمہارا دین تو اس کے دین سے اچھا ہے تم ہرگز اپنے دین کو نہ چھوڑو۔ (بحوالہ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ حصہ اوّل صفحہ ۴۸۱)

❖ مندرجہ ذیل الفاظ اور ان کے معانی لکھیں نیز انہیں جملوں میں استعمال کریں۔

رنج وملال-شہدے-اَوباش-ہوش وہواس-ترس آنا

❖ جوابات لکھیں:

(۱) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے شدید دن کون سا تھا؟

(۲) عبد یالیل نے حضورؐ سے کیسا سلوک کیا؟

(۳) پہاڑ کے فرشتے نے حضورؐ سے کیا کہا؟

(۴) حضورؐ نے پہاڑ کے فرشتے کو کیا جواب دیا؟

(۵) عداس کہاں کا رہنے والا تھا؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) استاد اس کے کچھ حصے کی املاء لکھوائے۔

(۳) اس سبق کو اپنے الفاظ میں لکھیں۔

سبق نمبر:۱۴

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خداداد رُعب

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ابوجہل کے مرعوب ہونے کے متعلق ایک روایت آتی ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ خدائی سنّت اسی طرح پر ہے کہ جو لوگ خدا کے مرسلین کے سامنے زیادہ بیباک ہوتے ہیں عموماً انہیں پر خدا تعالیٰ اپنے رسولوں کا رعب زیادہ مسلّط کرتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ اراشہ نامی شخص مکہ میں کچھ اونٹ بیچنے آیا اور ابوجہل نے اُس سے یہ اُونٹ خرید لئے مگر اُونٹوں پر قبضہ کر لینے کے بعد قیمت ادا کرنے میں حیل و حجت کرنے لگا اس پر اراشہ جو مکّہ میں ایک اجنبی اور بے یارومددگار تھا بہت پریشان ہؤا اور چند دن تک ابوجہل کی منّت سماجت کرنے کے بعد وہ آخر ایک دن جبکہ بعض رؤسائے قریش کعبۃ اللہ کے پاس مجلس جمائے بیٹھے تھے، تو ان کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اے معززین قریش آپ میں سے ایک شخص ابوالحکم نے میرے اُونٹوں کی قیمت دبا رکھی ہے آپ مہربانی کر کے مجھے یہ قیمت دلوا دیں۔ قریش کو شرارت جو سوجھی تو کہنے لگے ایک شخص یہاں محمدؐ بن عبداللہ نامی رہتا ہے تم اس کے پاس جاؤ وہ تمہیں

قیمت دلا دے گا۔اور اس سے غرض ان کی یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو بہر حال انکار ہی کریں گے اور اس طرح باہر کے لوگوں میں آپ کی سُبکی اور ہنسی ہو گی جب اراشہ وہاں سے لوٹا تو قریش نے اس کے پیچھے پیچھے ایک آدمی کر دیا کہ دیکھو کیا تماشہ بنتا ہے۔ چنانچہ اراشہ اپنی سادگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مَیں ایک مسافر آدمی ہُوں اور آپ کے شہر کے ایک رئیس ابوالحکم نے میری رقم دبا رکھی ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ مجھے یہ رقم دلوا سکتے ہیں پس آپ مہربانی کر کے مجھے میری رقم دلوا دیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے کہ چلو مَیں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ چنانچہ آپؐ اُسے لیکر ابوجہل کے مکان پر آئے اور دروازہ پر دستک دی۔ابوجہل باہر آیا تو آپؐ کو دیکھ کر ہکّا بکّا رہ گیا اور خاموشی کے ساتھ آپؐ کا مُنہ دیکھنے لگا۔آپؐ نے فرمایا: ''یہ شخص کہتا ہے کہ اس کے پیسے آپ کی طرف نکلتے ہیں۔ یہ ایک مسافر ہے آپ اس کا حق کیوں نہیں دیتے؟''اس وقت ابوجہل کا رنگ فق ہو رہا تھا۔کہنے لگا''محمد ٹھہرو مَیں ابھی اس کی رقم لاتا ہوں''۔ چنانچہ وہ اندر گیا اور اراشہ کی رقم لا کر اسی وقت اس کے حوالے کر دی۔اراشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت شکریہ ادا کیا اور واپس آ کر قریش کی اسی مجلس میں پھر گیا اور وہاں جا کر ان کا بھی شکریہ ادا کیا کہ آپ

لوگوں نے مجھے ایک بہت ہی اچھے آدمی کا پتہ بتایا خدا اسے جزائے خیر دے اس نے اسی وقت میری رقم دلا دی۔ رؤسائے قریش کے منہ میں زبان بند تھی اور وہ ایک دوسرے کی طرف حیران ہوکر دیکھ رہے تھے۔ جب اراشہ چلا گیا تو انہوں نے اس آدمی سے دریافت کیا جو اراشہ کے پیچھے پیچھے ابوجہل کے مکان تک گیا تھا کہ کیا قصہ ہوا ہے۔ اس نے کہا واللہ مَیں نے تو ایک عجیب نظارہ دیکھا ہے اور وہ یہ کہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جا کر ابوالحکم کے دروازہ پر دستک دی اور ابوالحکم نے باہر آکر محمدؐ کو دیکھا تو اس وقت اس کی حالت ایسی تھی کہ گویا ایک قالب بےرُوح ہے اور جونہی اسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا کہ اس کی رقم ادا کرو اُسی وقت اس نے اندر سے پائی پائی لا کر سامنے رکھ دی۔ تھوڑی دیر کے بعد ابوجہل بھی اس مجلس میں آپہنچا اسے دیکھتے ہی سب لوگ اس کے پیچھے ہو لئے کہ اے ابوالحکم تمہیں کیا ہوگیا تھا کہ محمدؐ سے اس قدر ڈر گئے اُس نے کہا خدا کی قسم! جب میں نے محمد کو اپنے دروازے پر دیکھا تو مجھے یُوں نظر آیا کہ اُس کے ساتھ لگا ہوا ایک مست اور غضبناک اونٹ کھڑا ہے اور میں سمجھتا تھا کہ اگر ذرا بھی چوں و چرا کروں گا تو وہ مجھے چبا جائے گا۔ (بحوالہ سیرۃ خاتم النبیّین صفحہ ۱۶۳)

❖ مندرجہ ذیل الفاظ اور ان کے معانی لکھیں نیز انہیں جملوں میں استعمال کریں۔

منت سماجت۔مجلس جمائے۔سبکی۔بیباک

❖ جوابات لکھیں:

(۱) اراشہ نے سب سے پہلے اپنی پریشانی کس کو سنائی؟

(۲) قریش نے حضورؐ کے پاس جانے کا کیوں مشورہ دیا؟

(۳) حضورؐ نے ابوجہل کو کیا کہا؟

(۴) ابوجہل نے رقم فوراً کیوں ادا کردی؟

(۵) ابوالحکم اور ابوجہل کون تھا؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) استاد سبق کے کچھ حصے کی املاء لکھوائے۔

(۳) طلباء اس سبق کو اپنے الفاظ میں لکھیں اور بیان کریں۔

سبق نمبر: ۱۵

قانون سے کوئی بالا نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قبیلہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کر لی کیونکہ اسلامی قوانین کے مطابق چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹے جاتے تھے اس لئے اُن کو فکر ہوئی کہ اگر اس معزز قبیلہ کی عورت کے ہاتھ کاٹے گئے تو ہماری رسوائی ہوگی۔ اس لئے انہوں نے سوچا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہا جائے کہ یہ بہت معزز خاندان کی عورت ہے اس لئے اس کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔ اب سوال پیدا ہوا کہ یہ کہنے کون جائے؟ تو سب نے کہا کہ حضرت زیدؓ (جو کسی زمانہ میں حضورؐ کے متبنی تھے) کے بیٹے اسامہ کو بھیجا جائے کیونکہ حضورؐ اس سے بہت محبت کرتے ہیں اس لئے امید ہے کہ ان کی سفارش منظور فرمالیں گے۔ انہوں نے حضرت اسامہؓ کو اس کے لئے آمادہ کیا جب حضرت اسامہؓ نے اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپؐ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی حدود کے بارے میں تم سفارش کرتے ہو؟ پھر حضورؐ نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان کا کوئی بڑا اور بااثر آدمی چوری کرتا تو اس کو مختلف

حیلوں بہانوں سے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس کو پوری پوری سزا دیتے۔ خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا اور ذرا بھی رعایت نہ کروں گا۔

❖ ذیل کے الفاظ اور معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

رسوا ہونا- متبنّٰی - آمادہ کرنا- با اثر- حیلوں

❖ جوابات لکھیں:

(۱) قریش کیوں فکر مند تھے؟

(۲) رسوائی سے بچنے کے لئے انہوں نے کیا سوچا؟

(۳) حضرت اسامہ نے جا کر کیا عرض کیا؟

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ کے پوچھنے پر کیا جواب دیا؟

(۵) اسلام میں چوری کی سزا کیا ہے؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔ (۲) استاد اس کی املاء لکھوائے۔

(۳) طلباء اسے اپنے الفاظ میں لکھیں اور بیان کریں۔

سبق نمبر: ١٦

مہمان نوازی

مہمان نوازی انسانی اخلاق میں سے ایک بہترین خُلق ہے اور اسلام نے اس پر خاص زور دیا ہے۔ حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا گھر میں آنا اللہ کی رحمت کا نشان ہے یہی وجہ ہے کہ مہمان نوازی صحابہ کرام کی زندگی کا ایک خاص جزو تھا۔ گو ان میں سے اکثر لوگ غریب اور ظاہری اسباب کے لحاظ سے بالکل نادار تھے لیکن ان کی غربت اور افلاس انہیں مہمان نوازی کے ثواب سے محروم نہیں رکھ سکتا تھا۔

ایک مرتبہ ایک مہمان دربارِ نبویؐ میں آیا۔ چونکہ اس وقت کے لحاظ سے ایک شخص کی مہمان نوازی بھی آسان نہ تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو تحریک فرمائی اور فرمایا کہ جو شخص اس کی مہمان نوازی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحم کی امید پر اپنے گھر میں موجود سامانِ خورد ونوش کا جائزہ لئے بغیر حضرت ابوطلحہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اس مہمان کو اپنے ساتھ گھر لے جاتا ہوں۔ چنانچہ اسے ساتھ لے گئے۔ گھر پہنچے تو بیوی سے معلوم ہوا

کہ کھانے کو کچھ نہیں صرف اتنا ہی کھانا ہے جو بچوں کے لئے بمشکل کفایت کر سکے گا لیکن بیوی کی طرف سے مایوس کن اطلاع کے باوجود انہیں کوئی تشویش نہ ہوئی۔ اور جذبۂ مہمان نوازی میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ نے بیوی سے کہا کہ زیادہ فکر تو بچوں کا ہی ہے لیکن ان کو پیار و دلاسا دیکر بھوکا ہی سلا دو لیکن ایک مشکل ابھی باقی تھی اور وہ یہ کہ اس وقت کے رسم و رواج کے مطابق مہمان گھر والوں کو ساتھ شامل کرنے پر اصرار کرے گا اس وقت تک پردہ کے احکام بھی ابھی نازل نہیں ہوئے تھے اس کا حل یہ سوچا گیا کہ جب میاں بیوی مہمان کے ساتھ کھانے پر بیٹھیں تو بیوی روشنی ٹھیک کرنے کے بہانہ سے چراغ گُل کر دے اور پھر دونوں ساتھ بیٹھ کر یونہی مونہہ ہلاتے رہیں کہ گویا کھانا کھا رہے ہیں لیکن دراصل کچھ نہ کھائیں اور اس طرح مہمان سیر ہو کر کھانا کھالے۔ چنانچہ اس ایثار پیشہ خاندان نے ایسا ہی کیا۔ بچوں کو فاقہ سے بہلا کر سلا دیا گیا بیوی نے روشنی بجھادی اور میاں بیوی ساتھ بیٹھ کر یونہی مچاکے مارتے رہے کہ گویا بڑے مزے سے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح گھر کے سب لوگ تو فاقہ سے رہے اور مہمان نے سیر ہو کر کھانا کھالیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ اس کی خبر دی۔ چنانچہ صبح ہوئی تو آپؐ نے حضرت ابوطلحہؓ کو بلایا اور ہنستے ہوئے فرمایا کہ رات تم نے مہمان کے ساتھ کیا کیا

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کیا۔ آپؐ نے فرمایا جو کچھ تم نے کیا اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ عرش پر ہنسا اور اس لئے میں بھی ہنسا ہوں۔ (بحوالہ مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے)

●◆●◆●

❖ ذیل کے الفاظ اور معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں:

مہمان نوازی - خلق - نادار - افلاس - خورونوش - مایوس کن - تشویش - اصرار

❖ جوابات لکھیں:

(۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان کے آنے پر کیا اعلان فرمایا تھا؟

(۲) کس صحابی نے مہمان کو اپنے گھر لے جانے پر رضامندی کا اظہار کیا تھا؟

(۳) صحابی کو اُن کی بیوی نے کیا کہا؟

(۴) میاں بیوی نے مہمان نوازی کا کیا طریق سوچا؟

(۵) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبسم فرمانے کی کیا وجہ تھی؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔ (۲) استاد املاء لکھوائے۔

(۳) طلباء اس سبق کو اپنے الفاظ میں لکھیں اور بیان کریں۔

سبق نمبر: ۱۷

اللہ کی راہ میں عظیم قربانی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے احادیث میں ایک ایسا واقعہ بیان ہوا ہے کہ جسے پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور مجاہدین اسلام کی جانبازی پر جرأت وبسالت بھی آفرین کہتی ہے۔آپ روایت کرتے ہیں کہ جب جنگِ بدر میں صفیں آراستہ ہوئیں اور حملہ عام ہونے لگا تو مَیں نے اپنے دائیں بائیں نظر ماری تو دونوں جانب انصار کے دو جوان لڑکے پائے ان کو دیکھ کر مجھ پر افسردگی سی طاری ہوگئی میں نے خیال کیا کہ جنگ میں دونوں پہلو جب تک مضبوط نہ ہوں لڑائی کرنا مشکل ہوتا ہے اور وہی شخص اچھی طرح لڑسکتا ہے جس کے پہلو مضبوط ہوں۔اور جب میرے دونوں پہلو اس قدر کمزور ہیں کہ دو کم سن اور نو عمر بچے کھڑے ہیں تو میرے لئے کوئی قابل ذکر لڑائی کرنے کا کیا امکان ہوسکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ابھی یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ ان میں سے ایک لڑکے نے مجھے آہستہ سے ایسے انداز میں کہ وہ دوسرے لڑکے سے اخفار کھنا چاہتا ہے پوچھا کہ چچا وہ ابوجہل کون ہے جو مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکالیف پہنچایا کرتا

تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہوا ہے کہ اسے قتل کروں گا یا پھر اس مردود کو قتل کرنے کی کوشش میں اپنی جان دے دُوں گا۔ میں نے اس کے سوال کا ابھی جواب نہ دیا تھا کہ دوسرے لڑکے نے بھی بالکل اسی انداز میں یہی سوال کیا۔ ان بچوں کے اس بلند ارادہ کو دیکھ کر میں حیران ہوگیا اور خیال کرنے لگا کہ بھلا یہ بچے اپنے عہد کو کس طرح پورا کر سکتے ہیں جبکہ ابوجہل قریش کے بڑے بڑے نامی پہلوانوں اور آزمودہ سپاہیوں کے حلقہ میں ہے۔

تاہم میں نے ان کو ہاتھ کے اشارہ سے ابوجہل کا پتہ دے دیا میرا اشارہ کرنا ہی تھا کہ وہ دونوں نوعمر بچے باز کی طرح جھپٹے اور دُشمن کی صفوں کو کاٹتے ہوئے چشم زدن میں ابوجہل پر جا پڑے اور اس پُھرتی سے اس پر حملہ کیا کہ آنِ واحد میں اس سرکش انسان کا مغرور سر خاک پر تھا۔ اور یہ سب کچھ ایسا آناً فاناً ہؤا کہ ابوجہل کے ساتھی دیکھتے ہی رہ گئے۔ عکرمہ بھی اپنے باپ کے ہمراہ تھے اسے تو وہ نہ بچا سکے مگر ان دونوں میں سے ایک لڑکے یعنی حضرت معاذ پر حملہ آور ہوئے اور تلوار کا ایسا وار کیا کہ ان کا ایک بازو کٹ کر لٹکنے لگا۔ اس قدر شدید زخم کھانے کے باوجود معاذ پیچھے نہیں ہٹے بلکہ عکرمہ کا پیچھا کیا لیکن وہ بچکر نکل گئے۔ معاذ نے جنگ بدستور جاری رکھی اور چونکہ کٹا ہؤا ہاتھ لڑنے میں روک ہو رہا تھا اس لئے اسے زور کے ساتھ کھینچ

کر الگ کر دیا اور پھر لڑنے لگے۔ (بحوالہ مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے صفحہ ۲۷)

●◆●◆●

❖ الفاظ کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

اخفاء - جاں بازی - آفرین - افسردگی - امکان - چشم زدن

آزمودہ - آنِ واحد - سرکش - مغرور - آناً فاناً - جرأت و بسالت

❖ جوابات لکھیں:

(۱) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو دَوران لڑائی کیوں افسردگی ہوئی؟

(۲) نوجوان نے عبدالرحمٰن سے کیا سوال کیا؟

(۳) باز کون سا پرندہ ہے اور سبق میں اس کی مثال کیوں دی گئی؟

(۴) ابوجہل کا کیا حشر ہؤا؟

(۵) معاذؓ نے ہاتھ کٹنے پر کیا کیا؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) اس سبق کے کچھ حصے کی استاد املاء لکھوائے۔

(۳) طلباء اس سبق کو اپنے الفاظ میں لکھیں اور بیان کریں۔

سبق نمبر:۱۸

اَصحابِ صُفّہ کی حالت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اصحابِ صفّہ میں سے تھے ۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں پڑے رہتے تھے اور وہیں سوتے تھے۔ دن کو کچھ مزدوری مل گئی تو کر لی ورنہ خیر۔ ان لوگوں کے اہل وعیال نہ تھے نہ اُن کے پاس مال تھا نہ کسی کے ذمہ ان کا کھانا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ کی کوئی چیز آتی تھی تو ان کو دے دیا کرتے تھے۔ یہ لوگ آپ کی صحبت میں رہ کر دین کا علم سیکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم بعض دفعہ بھوک کے مارے زمین پر پیٹ لگا کر لیٹ جاتا اور بعض دفعہ پیٹ سے پتھر باندھ لیتا تھا۔ ایک دن میں فاقہ سے تنگ آ کر لوگوں کے رستہ میں بیٹھ گیا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے گذرے میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت کا مطلب پوچھا (وہ آیت یہ تھی: ترجمہ: اور وہ

کھانے کو اُس کی چاہت کے ہوتے ہوئے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔ ہم تمہیں محض اللہ کی رضا کی خاطر کھلا رہے ہیں ہم ہرگز نہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔(الدھر:۹:۶۷) میں نے ابوبکرؓ سے آیت کا مطلب تو اس لئے پوچھا تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں مگر وہ میرے مقصد کو سمجھ نہ سکے اور مطلب بتا کر چل دیئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گذرے۔ میں نے ان سے بھی اسی مطلب کے لئے ایک آیت پوچھی مگر وہ بھی مطلب بتا کر یونہی چلے گئے۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہیں سے گذرے اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میرے دل کی بات اور چہرہ کی حالت سمجھ گئے اور فرمانے لگے اے ابوہریرہؓ میں نے کہا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ۔فرمایا میرے ساتھ چلو۔ میں آپ کے پیچھے ہولیا۔ آپ مجھے گھر میں لے گئے میں نے دیکھا کہ ایک پیالہ دودھ کا وہاں رکھا ہے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کہاں سے آیا۔ گھر والوں نے کہا یہ آپ کے لئے ایک عورت تحفہ دے گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ابوہریرہؓ جاؤ سب اصحابِ صُفّہ کو بلالاؤ۔ مجھے یہ بات بہت ناگوار گذری اور میں نے خیال کیا کہ اتنا سا تو دودھ ہے کس کس کے پیٹ میں جائے گا۔ بہتر تو یہ تھا کہ یہ سب مجھے مل جاتا تو

کچھ سہارا ہو جاتا۔اب یہ سب اصحابِ صُفّہ آئیں گے تو میرے لئے خاک بچے گا۔مگر خیر میں اٹھا اور سب صُفّہ والوں کو اندر گھر میں بلا لایا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ اب تم ان سب کو یہ دودھ پلاؤ میں نے وہ پیالہ لیا اور ایک آدمی کو دیا اس نے پیٹ بھر کر دودھ اس میں سے پیا اور پھر وہ پیالہ مجھے واپس دے دیا۔میں نے دوسرے شخص کو وہ پیالہ دیا اس نے اپنا پیٹ بھر کر مجھے واپس کیا اسی طرح ایک ایک کر کے میں دیتا جاتا تھا اور وہ لوگ سیر ہو کر مجھے پیالہ واپس کرتے جاتے تھے جب سب پی چکے تو میں نے وہ پیالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھایا۔آپؐ اسے ہاتھ میں لے کر مسکرائے اور مجھ سے فرمانے لگے کہ اب فقط تم اور مَیں باقی رہ گئے ہیں میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور اسے پیو۔مَیں نے تعمیل حکم کی اور جتنی خواہش تھی پی لیا۔آپؐ نے پھر کہا اَور پیو۔مَیں نے اور پیا۔آپؐ نے پھر کہا اَور پیو میں نے بمشکل اور کچھ پیا اور عرض کیا کہ اب میرے پیٹ میں ذرہ جگہ باقی نہیں رہی۔اس پر آپؐ نے وہ پیالہ خود لے لیا اور بسم اللہ اور الحمد للہ پڑھ کر باقی بچا ہوا نوش فرما لیا۔ (بحوالہ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ حصہ اوّل صفحہ ۴۴۵)

❖ درج ذیل الفاظ اور ان کے معانی لکھیں نیز انہیں جملوں میں استعمال کریں۔

فاقہ–ناگوار–سیر ہونا–نوش فرمانا

❖ جوابات لکھیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کون تھے؟

(۲) اصحاب صُفّہ کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آیت کا مطلب کیوں پوچھ رہے تھے؟

(۴) حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہؓ کو کیا جواب دیا؟

(۵) معجزہ کیا ہوتا ہے؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) استاد اس کے ایک حصے کی املاء لکھوائے۔

(۳) سبق کے مضمون کو اپنے الفاظ میں لکھیں۔

سبق نمبر:۱۹

اِیثار

ایک غزوہ میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابو جہل، حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ اور حضرت سہیل بن عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے۔ تینوں جان کنی کی حالت میں تھے اور شدید پیاس محسوس کر رہے تھے۔ ایسی حالت میں ایک شخص حضرت عکرمہؓ کے لئے پانی لایا۔ ظاہر ہے کہ ایسے نازک وقت میں پانی کے چند قطرات ان کے لئے کتنی بڑی قیمتی چیز تھی۔ عام حالات میں دوسرے کے لئے ایثار کرنا اور اپنے جذبات کو دوسرے کے لئے قربان کر دینا کوئی ایسی مشکل بات نہیں۔ لیکن جب انسان کو اپنا آخری وقت نظر آ رہا ہو اور وہ جانتا ہو کہ اس وقت پانی کا ایک قطرہ میرے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتا ہے اس وقت اپنی حالت کو فراموش کر دینا اور اپنے بھائی کی ضرورت کا احساس کر کے اسے مقدم کرنا کس قدر مشکل کام ہے۔ اس کا اندازہ ہر شخص بآسانی لگا سکتا ہے۔ لیکن لاکھوں لاکھ دُرود ہوں اس مقدس وجود پر جس نے عرب کے وحشیوں میں جو ایک دوسرے کے

خُون کے پیاسے تھے ایسا انقلاب عظیم پیدا کر دیا کہ وہ اپنے بھائی کی ضرورت کو دیکھ کر اپنی حالت کو بالکل ہی بھُول جاتے تھے۔ چنانچہ جب پانی حضرت عکرمہؓ کے پاس لایا گیا تو آپ نے دیکھا کہ سہیلؓ حسرت بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اور آپ کی اسلامی اخوّت اور جذبۂ ایثار کے لئے یہ چیز ناقابل برداشت ہوگئی کہ خود پانی پی لیں اور آپ کا بھائی پاس ہی پیاسا پڑا ہو۔ چنانچہ فرمایا کہ پہلے اُن کو پلاؤ وہ شخص پانی لے کر حضرت سہیلؓ کے پاس پہنچا مگر وہ بھی اسی چشمہ رُوحانیت سے فیضیاب تھے جس کا ہر اک قطرہ نفسانیت کے لئے موت کا حکم رکھتا تھا۔ چنانچہ حضرت سہیلؓ کی نظر اس وقت حضرت حارثؓ پر پڑی اور آپ نے دیکھا کہ وہ بھی پانی کو للچائی ہوئی نظروں سے تک رہے ہیں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ آپ کے لئے اس پانی کو اپنے حلق سے اتارنا ناممکن ہوگیا یہ کیونکر ممکن تھا کہ اپنی جان کو اپنے بھائی کی جان سے زیادہ قیمتی سمجھتے اور اسے پیاس کی حالت میں چھوڑ کر خود پانی پی لیتے۔ چنانچہ پانی لانے والے سے کہا کہ پہلے حضرت حارثؓ کو پلاؤ وہ پانی لے کر انکے پاس پہنچا نتیجہ یہ ہوا کہ ان تینوں میں سے کوئی بھی پانی نہ پی سکا اور سب نے تشنہ ہی جانِ عزیز جان آفریں کے سُپرد کردی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ❖ (بحوالہ مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے صفحہ۲)

❖ مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں اور انہیں جملوں میں استعمال کریں۔

اِیثار - جان کنی - آبِ حیات - فراموش - مقدم کرنا - چشمہ انقلابِ عظیم - فیضیاب - للچائی - تشنہ - جانِ عزیز - جان آفرین

❖ جوابات لکھیں:

(۱) تینوں صحابہ کرام کے نام لکھیں جو شہید ہو گئے۔

(۲) اس واقعہ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

(۳) یہ جذبۂ ایثار اُن میں کس نے پیدا کیا؟

(۴) کیا آپ نے بھی کبھی ایثار کا مظاہرہ کیا ہے اپنا واقعہ کوئی لکھیں؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوش خط لکھیں۔

(۲) استاد اس کی ، یا کچھ حصے کی املاء لکھوائے۔

(۳) اس سبق کو اپنے الفاظ میں لکھیں اور بیان کریں۔

سبق نمبر: ۲۰

اطاعت کا اعلیٰ نمونہ

ایک صحابی حضرت سعد الاسود سیاہ رنگ اور کم رُو تھے ان کی شکل و شباہت ان کی شادی میں روک تھی اور ان کی ظاہری بدصورتی کی وجہ سے کوئی شخص ان کے ساتھ اپنی لڑکی کے رشتہ پر رضا مند نہ ہوتا تھا ایک مرتبہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوئی شخص مجھے اپنی لڑکی کا رشتہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا کیونکہ میری ظاہری شکل وصورت اور رنگ ڈھنگ اچھا نہیں۔عمرو بن وہب قبیلہ بنو ثقیف کے ایک نو مسلم تھے جن کی طبیعت میں درشتی تھی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد سے فرمایا کہ ان کے دروازہ پر جا کر دستک دو اور بعد سلام کہو کہ نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہاری لڑکی کا رشتہ میرے ساتھ تجویز کیا ہے۔عمر بن وہب کی لڑکی شکل وصورت کے علاوہ دماغی اور ذہنی لحاظ سے نمایاں حیثیت رکھتی تھی۔حضرت سعد انکے مکان پر پہنچے اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح کہا۔عمرو بن وہب نے یہ بات سنی تو آپ کے ساتھ سختی سے پیش آئے اور اس تجویز کو ماننے

سے انکار کردیا لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہوجاتی بلکہ آگے جو کچھ ہوٗا وہ اس قدر ایمان پرور بات ہے کہ تمام مذاہب وملل کی تاریخ اس کی کوئی مثال پیش نہیں کرسکتی۔خودلڑکی اندر یہ ساری گفتگوسن رہی تھی اس کے باپ نے حضرت سعد کو جو جواب دیا اسے سنکر وہ تو واپس ہو گئے اوراس کے سواوہ اور کربھی کیا سکتے تھے لیکن لڑکی خود باہر نکل آئی۔حضرت سعد کو آواز دے کر واپس بلایا اور کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ آپ کی شادی کی تجویز کی ہے تو پھراس میں چوں و چرا کی کیا گنجائش باقی رہ سکتی ہے یہ تجویز مجھے بسروچشم منظور ہے اور میں اس چیز پر بخوشی رضامند ہوں جو خدااوراس کے رسول کو پسند ہے۔اور ایمانی جرأت سے کام لیکر باپ سے کہا کہ آپ نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز سے اختلاف کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے اور بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور قبل اس کے کہ وحی الٰہی آپ کو رُسوا کردے اپنی نجات کی فکر کیجئے۔لڑکی کی اس ایمان افروز تقریر کا اس کے باپ پر بھی خاطر خواہ اثر ہوٗا اُن کو اپنی غلطی کا پوری طرح احساس ہو گیا اور فوراً بھاگے ہوئے دربارِنبوی میں پہنچے اور کہا یا رسول اللہ مجھ سے بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی مجھے سعد کی بات کا یقین نہ آیا تھا اور میں نے خیال کیا کہ وہ یونہی یہ بات کہہ رہے ہیں اس لئے انکار کیا۔مگراب مجھے اپنی غلطی کا احساس

ہو چکا ہے اور صدق دل سے معافی کا خواستگار ہوں میں اپنی لڑکی سعد سے بیاہنے کے لئے راضی ہوں۔ (مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے صفحہ ۱۰۰)

❖ مندرجہ ذیل الفاظ اوران کے معانی لکھیں، نیز انہیں جملوں میں استعمال کریں:

شکل وشباہت - بدصورتی - دستک - مذاہب وملل

بسر وچشم - جرأت - سرزد - خواستگار - درشتی

❖ جوابات لکھیں:

(۱) حضرت سعد الاسود کے رشتہ نہ ہونے کی کیا وجہ تھی؟

(۲) انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیا شکایت کی؟

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو کیا جواب دیا؟

(۴) عمرو بن وہب کس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے؟

(۵) لڑکی نے حضرت سعدؓ کو کیا جواب دیا؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) استاد اسکی املاء لکھوائے۔

(۳) طلباء اس کہانی کو اپنے الفاظ میں لکھیں اور بیان کریں۔

سبق نمبر:۲۱

جہاد فی سبیل اللہ

پچھلے سبق میں آپ نے حضرت سعد الاسود کے بارے میں پڑھا کہ انہیں حصول رشتہ میں سخت مشکلات پیش آئی تھیں اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز پر حضرت عمرو بن وہب کی لڑکی نے آپ کے ساتھ رشتہ منظور کر لیا تھا۔ ہر شخص بآسانی اندازہ کرسکتا ہے کہ ایک ہمہ صفت متصفہ پاکباز لڑکی کے ساتھ اس قدر تگ و دو اور کوشش کے بعد رشتہ میں کامیابی ان کے لئے کس قدر مسرت کا موجب ہوئی ہوگی۔ اور کس طرح ان کا دل امنگوں اور آرزؤں سے لبریز ہوا ہوگا تقریب رخصتانہ کی تکمیل کے سلسلہ میں آپ بیوی کے لئے بازار سے تحائف خریدنے کے لئے نکلے اور عین اس وقت کہ آپ نہایت خوش آئند خواب پورا ہوتا دیکھنے کے سامان فراہم کرنے میں مصروف تھے منّادی کی آواز سُنی جو کہہ رہا تھا کہ اے خدا تعالیٰ کے سپاہیو جہاد کے لئے سوار ہو جاؤ اور جنت کی بشارت پاؤ اس آواز کا کان میں پڑنا تھا کہ تمام ولولے سرد پڑ گئے جہاد کا جوش رگوں میں دَوڑنے لگا اور نوعروس کے ساتھ شادی کا خیال ہی دل سے نکل گیا اسی روپیہ سے تحائف کی

بجائے تلوار نیزہ اور گھوڑا خرید کیا سر پر عمامہ باندھا اور مہاجرین کے لشکر میں جا کر شامل ہو گئے وہاں سے میدانِ جنگ میں پہنچے اور دادِ شجاعت دینے لگے۔ ایک موقعہ پر گھوڑا کچھ اڑا تو نیچے اُتر آئے اور پاپیادہ تیغ زنی کرنے لگے حتی کہ درجۂ شہادت پایا۔ اور نو عروس سے ہم آغوش ہونے کی بجائے عروسِ تیغ سے ہمکنار ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو لاش پر تشریف لے گئے آپ کا سر گود میں رکھ لیا اور دُعا کی اور تمام سامان مرحوم کی بیوی کے پاس بھجوا دیا۔

یہ واقعہ کسی حاشیہ آرائی یا تبصرہ کا محتاج نہیں۔ وہ نوجوان جو خدمت دین کے لئے بُلائے جاتے ہیں انہیں اس پر غور و فکر کرتے رہنا چاہئے۔

(مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے صفحہ۲۲)

❖ ذیل کے الفاظ اوران کے معانی لکھیں:

حصولِ رشتہ - تجویز - ہمہ صفت متصفہ - پاکباز

امنگوں - آرزو - لبریز - ولولے - نوعروس - منّاد

شجاعت - پیادہ - تیغ زنی - ہمکنار

❖ جوابات لکھیں:

(۱) منّاد نے کیا اعلان کیا؟

(۲) یہ اعلان سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا ردّعمل کیا تھا؟

(۳) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شہادت کس طرح ہوئی؟

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی خبر سُنی تو کیا کیا؟

(۵) شہید کے سامان کو کہاں بھجوانے کا حکم دیا؟

:: مشق ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) استاد اس سبق کی املاء لکھوائے۔

(۳) اس ایمان افروز واقعہ کو اپنے الفاظ میں لکھیں اور بیان کریں۔

سبق نمبر:۲۲

ہجومِ مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا طریق

ذیل میں جو نظم درج کی جاتی ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک صحابی شیخ محمد بخش رئیس کڑیانوالہ ضلع گجرات کو لکھ کر عطا فرمائی تھی جبکہ وہ سخت مالی مشکلات میں مبتلا تھے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعا کے طفیل ان کی تکالیف دُور کر دیں ❖

اِک نہ اِک دن پیش ہوگا تُو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے
چھوڑنی ہوگی تجھے دُنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حُکمِ خدا کے سامنے
مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سَدا
رنج و غم یاس و اَلَم فکر و بلا کے سامنے
بارگاہِ ایزدی سے تُو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کُشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی
سر جھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے

چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

(از درّثمین صفحہ ۱۹۳)

❖ الفاظ اوران کے معانی لکھیں اورانہیں جملوں میں استعمال کریں۔

قضا-یاس-اَلَم-بارگاہِ ایزدی-مشکل کُشا-حاجت روا-دُوئی-راستی-لعلِ بے بہا-فنا

❖ جوابات لکھیں:

(۱) یہ نظم کس غرض کے لئے لکھی گئی؟

(۲) اس نظم کے لکھنے کے بعد کیا اثر ہوا؟

:: تمرین ::

(۱) اس نظم کوزبانی یادکریں اورلکھیں۔

(۲) اس نظم کی نثر کریں۔

سبق نمبر:۲۴

حضرت خباب رضی اللہ عنہ پر ظلم

حضرت خبابؓ شروع اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے یہ ایک عورت کے غلام تھے۔اور لوہار کا کام کیا کرتے تھے ان کو بھی خدا کے راستہ میں سخت تکلیفیں دی جاتی تھیں۔سب سے پہلے گھر سے باہر کے لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے وہ یہ ہیں۔حضرت ابو بکرؓ، خبابؓ، صہیبؓ، بلالؓ، عمارؓ، عمار کی والدہ اور والد۔حضرت ابو بکرؓ کے سوا باقی یہ لوگ یا تو غلام تھے یا پیشہ ور تھے۔اور تھے بھی ادنیٰ درجے کے اس لئے ان پر بڑے بڑے ظلم توڑے جاتے تھے۔ان کو لوہے کی زرہیں پہنائی جاتی تھیں اور چلچلاتی دھوپ میں لٹایا جاتا تھا اور ان پر پتھر رکھے جاتے۔گلے میں رسیاں باندھ کر زمین پر گھسیٹا جاتا لوہا گرم کر کے بدن کو داغ دئے جاتے مگر یہ لوگ استقلال سے اسلام پر قائم تھے حضرت خبابؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے تنگ آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تکلیفوں کی شکایت کی۔آپؐ کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر پر لیٹے تھے۔ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ ہمارے لئے خدا سے مدد کیوں نہیں مانگتے؟

آپ یہ سن کر اُٹھ بیٹھے۔ آپؐ کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور فرمانے لگے تم سے پہلی امتوں میں جو ایمان والے گذر چکے ہیں ان کی تو یہ حالت تھی کہ ایک کو پکڑ کر زمین کھود کر آدھا گاڑ دیتے تھے اور پھر آرا سے اُسے لکڑی کی طرح چیر ڈالتے تھے مگر وہ اپنے دین پر قائم رہتے تھے اور کسی کا گوشت لوہے کی کنگھیوں سے ادھیڑا جاتا تھا اور وہ کنگھیاں اس کی ہڈیوں تک پہنچ جاتی تھیں۔ مگر وہ اپنے دین سے نہ پھرتے تھے۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو بھی یقیناً غلبہ دے گا یہاں تک کہ ایک سوار عرب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلا جائے گا اور ایسا امن ہو گا کہ اسے خدا کے سوا اور کسی کا خوف نہ ہو گا۔ اور یہ جو بھیڑیئے (انسان) تم کو نظر آتے ہیں یہ بکریوں کی حفاظت کریں گے مگر تم لوگ جلدی کرتے ہو۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خبابؓ کی دکان پر کبھی کبھی تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ جب خباب کی مالکہ کو یہ خبر ملتی تو وہ لوہا گرم کر کے ان کے سر پر رکھا کرتی۔ انہوں نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حال سنایا۔ حضورؐ نے دُعا کی کہ اے اللہ خبابؓ کی مدد کر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خبابؓ کی مالکہ کے سر میں ایسی مرض پیدا ہو گئی کہ وہ کتوں کی طرح بھونکتی رہتی تھی۔ حکیموں نے یہ نسخہ تجویز کیا کہ اس کے سر پر داغ دیئے جائیں چنانچہ خباب

بھی لوہا گرم کر کے اس کے سر کو داغ دیتے رہتے تھے۔ یہ خدائی انتقام تھا۔

حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک دن ان سے پوچھا کہ اے خبابؓ سناؤ تمہیں مکہ کے کافروں سے کیا کیا تکالیف پہنچا کرتی تھیں۔ خبابؓ بولے اے امیر المؤمنینؓ میری پیٹھ دیکھ لو۔ حضرت عمرؓ نے دیکھ کر کہا کہ میں نے آج تک ایسی پیٹھ کسی کی نہیں دیکھی۔ خبابؓ کہنے لگے کہ آگ روشن کی جاتی تھی اور اس دہکتی آگ پر وہ لوگ مجھے لٹا دیتے تھے اور پکڑ کر دبائے رکھتے تھے یہاں تک کہ میری چربی پگھل کر آگ کو بجھا دیتی تھی۔

اب اے پڑھنے والے یہ حال سن کر سچ سچ بتانا کہ لوگ جو اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام زبردستی اور تلوار کے زور سے پھیلا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو جبراً مسلمان بناتے تھے آیا یہ اعتراض ٹھیک ہے؟ تم فوراً بول اٹھو گے کہ ہرگز نہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ جو شخص بھی مسلمان ہوتا تھا وہ اپنے دل کی محبت سے اور خدا پر ایمان لا کر مسلمان ہوتا تھا کیا خبابؓ جیسے لوگ زبردستی مسلمان کیئے جا سکتے تھے؟۔

(بحوالہ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ جلد اوّل صفحہ ۵۰۵)

❖ الفاظ اوران کے معانی لکھیں نیز انہیں جملوں میں استعمال کریں۔

پیشہ ور۔استقلال۔دھکتی آگ۔جبریہ

❖ جوابات لکھیں:

(۱) حضرت خبابؓ کیا کام کرتے تھے؟

(۲) غلام کیا ہوتا ہے تفصیل سے لکھیں؟

(۳) مسلمانوں پر کس طرح ظلم کئے جاتے تھے؟

(۴) مظلوم مسلمانوں نے حضورؐ سے کیا درخواست کی؟

(۵) خبابؓ کی مالکہ کو کیا سزا ملی؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) استاد اس کے کچھ حصے کی املاء لکھوائے۔

(۳) اس سبق کو اپنے الفاظ میں لکھیں۔

سبق نمبر:۲۴

سچ کی برکت

۱۸۷۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف امرتسر کے عیسائی رلیارام وکیل نے ایک مقدمہ دائر کیا جس کی تفصیل حضورؑ نے کچھ اس طرح تحریر فرمائی ہے ❖

''اس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رلیارام تھا اور وہ وکیل بھی تھا اور امرتسر میں رہتا تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا۔ چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اور مضمون کے چھاپ دینے کے لئے تاکید بھی تھی اس لئے وہ عیسائی مخالفتِ مذہب کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کیلئے یہ موقع ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جُرم کی سزا میں قوانین ڈاکخانہ کی رُو سے پانچ سو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے۔ سو اُس نے مُخبر بن کر افسرانِ ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کرادیا۔

اور قبل اس کے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو۔ رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے

میرے پر ظاہر کیا کہ ’’رلیا رام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کے لئے مجھ کو بھیجا ہے اور مَیں نے اسے مچھلی کی طرح تل کر واپس بھیج دیا ہے۔‘‘مَیں جانتا ہوں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر وہ مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ پایا وہ ایک ایسی نظیر ہے جو وکیلوں کے کام آ سکتی ہے۔غرض میں اس جرم میں صدر ضلع گورداسپورہ میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لئے مشورہ لیا گیا انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغ گوئی کے اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دے دو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا۔رلیا رام نے خود ڈال دیا ہوگا اور نیز بطور تسلی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا اور دو جھوٹے گواہ دے کر بریّت ہو جائے گی ورنہ صورتِ مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی نہیں۔مگر مَیں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔جو ہوگا سو ہوگا۔تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا اور میرے مقابل پر ڈاکخانہ جات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا۔اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا؟ اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے؟ تب مَیں نے بلا توقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے اور مَیں نے اس خط کو پیکٹ

کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا۔مگر مَیں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کے لئے بدنیّتی سے یہ کام نہیں کیا بلکہ مَیں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی نج کی بات تھی۔اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاکخانہ جات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں جن کو مَیں نہیں سمجھتا تھا مگر اس قدر مَیں سمجھتا تھا کہ ہر یک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو نو (No -No) کر کے اس کی سب باتوں کو رد کر دیتا تھا۔انجام کار جب وہ افسر مدعی اپنے تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کے لئے رخصت۔یہ سن کر مَیں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسنِ حقیقی کا شکر بجالایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھ کو ہی فتح بخشی اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اُس بلا سے مجھ کو نجات دی۔

مَیں نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی تھی کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اُتارنے کے لئے ہاتھ مارا میں نے کہا کیا کرنے لگا ہے تب اُس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا اور کہا کہ خیر ہے خیر ہے۔" (روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۹۷ آئینہ کمالات اسلام)

غور فرمایئے! اس مقدمہ میں آپ کے لئے کتنا سخت امتحان تھا۔اگر آپ کی

جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید اس مشکل امتحان میں ثابت قدم نہ رہ سکتا۔ مگر آپ جو صداقتِ مجسم تھے اپنے مؤقف پر نہایت استقلال کے ساتھ قائم رہے اور اپنے وکلاء کے مشورہ کو قبول نہ فرما کر عدالت میں صحیح صحیح بیان دیا۔

❖ الفاظ اور ان کے معانی لکھیں نیز جملوں میں استعمال کریں۔

مطبع - بطلان - افروختہ - مُخبر - بجز - دروغ گوئی - راستی
اظہار دینا - رہائی - مدعی - بلاتوقف - محصول - سچ کی بات

❖ جوابات لکھیں:

(ا) یہ مقدمہ کس سنہ میں اور کس جگہ دائر کیا گیا؟
(۲) جو جرم عائد کیا گیا تھا اس کی تفصیل لکھیں۔
(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وکیل نے کیا مشورہ دیا۔
(۴) حاکم عدالت نے حضورؑ سے کیا سوال کیا؟
(۵) حضورؑ کا کیا جواب تھا؟

:: تمرین ::

(ا) اس سبق کو خوشخط اپنی کاپی میں لکھیں۔ (۲) استاد املاء لکھوائے۔
(۳) طلباء اس سبق کو اپنے الفاظ میں لکھیں۔
(۴) پنجاب کا ایک نقشہ بنا کر قادیان، گورداسپور اور امرتسر کی نشاندہی کریں۔

سبق نمبر: ۲۵

حقیقت معلوم کرنے کا انوکھا طریق

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص کی دو بیویاں تھیں اور دونوں کا ایک ایک بیٹا تھا۔ ایک کی عمر تقریباً چھ ماہ دوسرے کی آٹھ ماہ ہوگی۔ وہ دونوں بچوں سے بہت محبت کرتا تھا۔ وہ ایک طویل سفر پر جارہا تھا اس لئے دونوں بیویوں کو تاکید کی کہ بچوں کا خاص خیال رکھیں کیونکہ وہ جس جگہ رہائش پذیر تھا وہ جنگل کا علاقہ تھا اور جنگل میں خونخوار درندوں کی بہتات تھی۔ اس آدمی کے روانہ ہونے کے بعد ایسا اتفاق ہوُا کہ ایک دن بڑی بیوی کے لڑکے کو خونخوار بھیڑیا اٹھا کر لے گیا اس بڑی بیوی نے فوراً چھوٹی بیوی کا لڑکا گود میں اٹھالیا اور کہنے لگی یہ میرا بیٹا ہے، تیرے بیٹے کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا ہے چھوٹی بیوی چیختی چلاتی رہی کہ یہ میرا بیٹا ہے مگر اُس کی کوئی نہیں سن رہا تھا۔ کوئی گواہ بھی نہ تھا جس نے یہ منظر دیکھا ہو۔ یا دونوں بچوں کو پہچانتا ہو۔ جب یہ جھگڑا کسی طرح بھی حل ہوتا نظر نہ آیا تو چھوٹی بیوی حضرت داؤد علیہ السلام (۱۰۳۷-۹۷۰ ق م) کے پاس فریاد لے کر گئی اور بچہ دلوانے کی

التجا کی ۔حضرت داؤدعلیہ السلام نے پورا واقعہ اور دونوں کے بیانات سننے کے بعد
یہ فیصلہ دیا کہ یہ بچہ بڑی بیوی کا ہی ہے ۔ جب وہ دونوں فیصلہ سن کر دربار سے
لوٹ رہی تھیں تو حضرت داؤدعلیہ السلام کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام ملے ۔
چھوٹی نے فریاد کی کہ مجھے انصاف نہیں ملا ۔ میرے ساتھ ظلم ہوا ہے ۔ مجھ مظلومہ کو
انصاف دلوایئے ۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے تمام حالات سننے کے بعد فرمایا
میں اس تنازعہ کا فیصلہ ابھی کرتا ہوں ۔ ایک چھری منگواتا ہوں اور بچے کے دو
ٹکڑے کر کے آدھا بڑی کو دے دیتا ہوں اور آدھا چھوٹی کو۔ چھوٹی بیوی جو بچے کی
حقیقی ماں تھی یہ سنتے ہی تڑپ اُٹھی اور کہنے لگی اللہ آپ پر رحم کرے ایسا نہ کیجئے یہ
بچہ بڑی بیوی کو ہی دے دیجئے یہ اُسی کا ہے میں اپنے دعوے سے دستبردار ہوتی
ہوں ۔ بڑی بیوی خاموش کھڑی رہی ۔ اس منظر اور دونوں کے ردِّعمل سے حضرت
سلیمان علیہ السلام حقیقت حال سمجھ گئے اور بچہ چھوٹی بیوی کے سپرد کر دیا کیونکہ آپ
نے دیکھا کہ اُس کی حقیقی اور سچی ماں یہ برداشت ہی نہ کر سکی کہ اس کا بچہ اس کی
نظروں کے سامنے دو ٹکڑے کر دیا جائے اس لئے بے ساختہ چیخ اُٹھی یہ بچہ بڑی کا
ہے اُسی کو دے دو ۔ اور بڑی بیوی کی خاموشی یہ بتا رہی تھی کہ اگر بچہ دو ٹکڑے
ہو جائے تو اُسے کوئی پرواہ نہیں ۔ اور حقیقی ماں یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی ۔

❖ ذیل کے الفاظ اور ان کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

انوکھا - گذشتہ - فریاد - التجا - تنازعہ - دستبردار

حقیقت حال - درندے - پرندے - چرند

❖ جوابات لکھیں:

(۱) اس سبق سے آپ کو کیا نصیحت ملتی ہے؟

(۲) آدمی نے بیویوں کو بچوں کا خاص خیال رکھنے کی کیوں تاکید کی تھی؟

(۳) داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام میں کیا رشتہ ہے؟

(۴) فیصلہ سن کر چھوٹی بیوی اپنے مطالبے سے کیوں دستبردار ہوگئی؟

(۵) بڑی بیوی کی خاموشی سے کیا ظاہر ہوتا تھا؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) استاد اس کی املاء لکھوائے۔

(۳) طلباء اس سبق کو اپنے الفاظ میں لکھیں اور بیان کریں۔

سبق نمبر:۲۶

ایڈیسن

EDISON

۱۹۳۱-۱۸۴۷

عصرِ حاضر کی ایجادات کے موجدین میں سے ایڈیسن کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ وہ امریکہ کے ایک غریب گھرانے کا نوجوان تھا جو ۱۸۴۷ء میں پیدا ہوُا۔ اس کے والدین انتہائی غریب و نادار تھے۔ گزر بسر بڑی مشکل سے ہوتی تھی۔ اسی فقر و فاقہ نے ایڈیسن کو بچپن سے ہی اخبار بیچنے پر مجبور کر دیا۔ روزانہ پریس سے اخبار خرید لیتا اور ریلوے اسٹیشن پر فروخت کرتا اور جب گاڑی آتی اُس پر سوار ہو کر اُس میں فروخت کرتا اور جہاں گاڑی رکتی اس اسٹیشن پر بھی اخبار فروخت کرتا۔ اخبار فروخت کرنے کے ساتھ اُسے بجلی کی تاروں اس کے آلات اس کے نظام پر غور کرنے اور دیکھنے کا بھی بہت شوق تھا۔ ایک روز اپنے معمول کے مطابق وہ اسٹیشن پر اخبارات فروخت کر رہا تھا کہ اچانک اُس نے دو سال کے ایک بچے کو دیکھا جو کہ ریلوے پٹری پار کرنے لگا تھا کہ اس اثنا میں دوسری طرف

سے ایک تیز رفتار مال گاڑی آ گئی۔ ایڈیسن نے فوراً وقت کی نزاکت کو محسوس کر لیا۔ اُس نے بچے کی طرف تیز دوڑ لگائی اور اُسے باز کی طرح اُچک کر دوسری طرف پار ہو گیا مگر اس کوشش میں اس کی ایڑی شدید زخمی ہوگئی۔ یہ بچہ ایک مالدار اسٹیشن ماسٹر کا تھا اس نے ایڈیسن کو کوئی بڑا انعام دینا چاہا اور اس نے ایڈیسن سے اس بارے میں پوچھا ایڈیسن نے جواب میں کہا کہ مجھے بجلی کے بارے میں علم کے حصول کا شوق ہے۔ چنانچہ اُس متمول انسان نے اس کی تعلیم کے تمام اخراجات خوشی خوشی برداشت کئے اور اس نے بڑی محنت اور جاں فشانی سے علم حاصل کیا اور ایسی ایجادات کیں جو ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ اس کی ایجادات میں سے بجلی کا بلب اور فونوگراف قابل ذکر ہیں۔ ان سے مخلوق خدا کو بے انتہا فائدہ ہوا۔ ہر گھر میں رات کو جلنے والا بلب ایڈیسن ہی کا مرہون منت ہے۔

بہر حال ہر انسان کی طرح اُسے بھی ایک دن اس دُنیا سے جانا تھا۔ چنانچہ ۱۹۳۱ء میں وہ اس جہانِ فانی سے اپنی یادیں پیچھے چھوڑتا ہوُا ہمیشہ کے لئے کوچ کر گیا۔

❖ الفاظ اوران کے معانی لکھیں نیز جملوں میں استعمال کریں

تعارف - گزربسر - اثنا - وقت کی نزاکت - متمول

جاں فشانی - ایجادات - مرہون منت - جہانِ فانی

❖ جوابات لکھیں:

(۱) ایڈیسن کہاں کا رہنے والا تھا؟

(۲) وہ اخبار کیوں بیچتا تھا؟

(۳) اُس نے بچے کو پٹڑی پر دیکھا تو کیا کیا؟

(۴) متمول آدمی نے اس کو کیا بدلہ دیا؟

(۵) ایڈیسن کی ایجادات میں سے کچھ کا ذکر کریں؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) استاد اس کی املاء لکھوائے۔

(۳) اس سبق کو اپنے الفاظ میں لکھیں اور بیان کریں۔

سبق نمبر: ۲۷

قادیان میں فونوگراف

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کی عالمگیر اشاعت کا مقصد لے کر مبعوث ہوئے تھے اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ نشر و اشاعت کے کام میں مدد دینے والی اکثر و بیشتر اہم ایجادوں کا زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دَور حیات (۱۸۳۵-۱۹۰۸ء) کے گرد چکر لگاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک ایجاد ایسی ہے جس کا وجود حضرت مسیح موعودؑ کے بین الاقوامی مشن کو فروغ دینے کے لئے از بس ضروری تھا ان ایجادات میں سے ایک فونوگراف ہے جس کی ایجاد ۱۸۷۷ء میں ایڈیسن نے کی مگر ہندوستان آئے ہوئے اسے چند سال ہوئے ہوں گے کہ حضورؑ کے مخلص اور جماعت کی ایک برگزیدہ ہستی حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ نے فونوگراف خریدا۔ حضرت اقدس کو اکتوبر ۱۹۰۱ء میں اس کی اطلاع ہوئی۔ حضورؑ جو دُنیا میں اپنی آواز پہنچانے کی صبح و شام نئی نئی راہیں سوچتے تھے بہت خوش ہوئے......

...... فونوگراف کا تجربہ کرنے کے لئے حضرت اقدس علیہ السلام نے نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب وہ قادیان آئیں تو فونوگراف ساتھ

لیتے آویں۔ چنانچہ وہ وسط نومبر ۱۹۰۱ء میں حضور کی خدمت میں لائے اور ۱۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو نماز عصر کے بعد اس کے ریکارڈ سنائے اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی دو سلنڈروں میں آواز ریکارڈ کی۔ قادیان میں فونوگراف کا چرچا ہوا تو دوسرے لوگوں میں بھی اس کے دیکھنے کی بڑی خواہش ہوئی۔ قادیان کے آریہ سماجی لالہ شرمپت رائے کو تو اس قدر اشتیاق ہوا کہ انہوں نے براہِ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھی درخواست کر دی۔ یہ ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے۔ حضورؑ نے نماز ظہر کے وقت حضرت نواب صاحب سے اس کا تذکرہ فرمایا تو نواب صاحب نے اس کی بخوشی اجازت دے دی۔ ان لوگوں کا فونوگراف دیکھنا تو محض تماشائی کے رنگ میں تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے تبلیغ کا ایک بھاری ذریعہ بنالیا اور وہ یوں کہ حضور نے چند منٹوں میں خاص اس تقریب کے لئے ایک لطیف اور تبلیغی نظم کہی جس کے ابتدائی دو شعر یہ تھے:

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے
جب تک عمل نہیں ہے دل پاک و صاف سے
کم تر نہیں یہ مشغلہ بُت کے طواف سے

حضرت اقدس کی ہدایت کے تحت مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ نظم اور اس کے علاوہ

عجب نوریست در جانِ محمد

کے مصرعہ والی مشہور نظم اور قرآن مجید کی چند آیات پڑھیں نیز حضورؑ کی ایک فارسی نظم کے چند اشعار منشی نواب خان صاحب ثاقب آف مالیر کوٹلہ نے پڑھے جو فونوگراف میں محفوظ کر لئے گئے۔ یہ تیاری مکمل ہو چکی تو ساڑھے چار بجے کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام کے بالا خانہ کے صحن میں فونوگراف رکھ دیا گیا۔ حضرت اقدس کی طرف سے تحریری اطلاع ملنے پر نہ صرف لالہ شرمپت رائے اور آریہ سماج کا سیکرٹری بلکہ دوسرے اور ہندو اور مسلمان کثیر تعداد میں پہنچ گئے۔ لالہ شرمپت رائے کو فونوگراف کے قریب بٹھایا گیا۔ فونوگراف نے سب سے پہلے مالیر کوٹلوی کے لب و لہجہ میں اشعار سنائے پھر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی سریلی آواز سے حضرت اقدس کی تازہ اور قدیم نظم نشر ہوئی۔ حضرت اقدس کی تازہ نظم دوبارہ سنائی گئی اور دونوں مرتبہ جماعت کے بزرگوں کے چہرے خوشی سے تمتما اُٹھے اور ان پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری رہی مگر لالہ شرمپت رائے اور دوسرے غیر مسلموں کا رنگ بالکل فق ہو جاتا تھا۔ بہر حال حضرت اقدس نے تبلیغ اسلام کا حق

ادا کر دیا اور یہ تجربہ تبلیغی نکتہ نگاہ سے نہایت درجہ کامیاب ثابت ہوا۔ آخر میں قرآن شریف مولانا عبدالکریم صاحبؓ کی زبان سے سنایا گیا اور یہ جلسہ جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے دنیا میں پہلا جلسہ تھا برخاست ہوا۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۱۹۲)

❖ ذیل کے الفاظ اور اُن کے معانی لکھیں نیز انہیں جملوں میں استعمال کریں:

عالمگیر اشاعت - نشر و اشاعت - فروغ

بین الاقوامی - برگزیدہ ہستی - چہرے تمتما اُٹھے

❖ جوابات لکھیں:

(۱) فونوگراف خریدنے اور قادیان لانے والے صحابی کا نام لکھیں۔

(۲) لالہ شرمپت رائے نے کیا درخواست کی؟

(۳) فونوگراف سے نظم سننے کے بعد ان کا تأثر کیا تھا؟

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فونوگراف سے کیا فائدہ اُٹھایا؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) استاد کچھ حصے کی املاء لکھوائے۔

(۳) اس سبق کو اپنے الفاظ میں لکھیں۔

سبق نمبر: ۲۸

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے

آواز آرہی ہے یہ فونو گراف سے
ڈھونڈو خُدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے
جب تک عمل نہیں ہے دلِ پاک و صاف سے
کم تر نہیں یہ مَشْغلہ بُت کے طواف سے
باہر اگر نہیں دلِ مُردہ غلاف سے
حاصل ہی کیا ہے جنگ و جِدال و خِلاف سے
وہ دین ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو
تائید حق نہ ہو مَدَدِ آسماں نہ ہو
مذہب بھی ایک کھیل ہے جب تک یقیں نہیں
جو نُور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں

دینِ خدا وہی ہے جو دریائے نور ہے
جو اس سے دُور ہے وہ خدا سے بھی دُور ہے
دینِ خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نُما
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کُشا
جن کا یہ دین نہیں ہے نہیں اُن میں کچھ بھی دَم
دُنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم
وہ لوگ جو کہ معرفتِ حق میں خام ہیں
بُت ترک کر کے پھر بھی بُتوں کے غلام ہیں

(از دُرِّثمین صفحہ ۵۱)

❖ الفاظ اور اُن کے معانی لکھیں اور انہیں جملوں میں استعمال کریں۔

لاف وگزاف-مشغلہ-غلاف-جدال-تہی-خدانما-گرہ کشا

:: تمرین ::

(۱) اس نظم کی نثر لکھیں۔

(۲) استاد کچھ اشعار زبانی لکھوائے۔

سبق نمبر:۲۹

کھیتوں کی سیر

(اَلدَّرَجَۃُ الْمُمَھِّدَۃ) کے طلباء نے موسم بہار کے آخر میں اپنے استاد کے ساتھ پنجاب کے کھیتوں کی سیر کی استاد و طلباء میں جو گفتگو ہوئی وہ درج ذیل ہے:

استاد : اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

(ترجمہ) ''ہم ایک بنجر زمین کی طرف پانی ہانک کر لے جاتے ہیں۔ پھر اس پانی کے ذریعہ کھیتی نکالتے ہیں جس سے اُن کے جانور بھی کھاتے ہیں اور خود وہ بھی کھاتے ہیں۔''

چلتے چلتے ہم گندم کے کھیت کے پاس پہنچ گئے جو انتہائی سرسبز تھا اور بالیاں نکل رہی تھیں۔

استاد : یہ گندم کا کھیت ہے۔ گندم ماہِ اکتوبر نومبر میں بوئی جاتی ہے اور اپریل میں کاٹی جاتی ہے۔ اس کا بیج کھیت میں بکھیر دیا جاتا ہے گندم کے کھیت کو تین چار بار ہی سیراب کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح دھان (جس سے چاول نکلتا ہے) ماہ جون جولائی

میں بویا جاتا ہے۔ دونوں کے بونے میں فرق یہ ہے کہ، دھان کے
بیج پہلے ایک جگہ بوئے جاتے ہیں اور جب اس کے پودے ایک
بالشت کے قریب ہو جاتے ہیں تو انہیں اکھاڑ کر دوسرے کھیت میں
ایک ایک بالشت کے فاصلے پر لگایا جاتا ہے۔ دھان کے کھیت میں
ہر وقت پانی کھڑا رہنا چاہئے تب ہی فصل عمدہ ہوتی ہے۔

طالب علم : اس کھیت میں کیا بویا گیا ہے؟

استاد : ساتھ کے کھیت میں سبزیاں بوئی گئی ہیں۔ یہ کدو کا کھیت
ہے اس کھیت میں بھنڈی توری بوئی گئی ہے۔ اگلے کھیت میں
آپ بینگن دیکھ رہے ہیں۔ آگے والے کھیت میں کریلے بوئے
گئے ہیں ۔ اس کھیت میں آپ چھوٹی چھوٹی منڈیروں پر
خربوزے ککڑی کھیرے کے چھوٹے چھوٹے پودے دیکھ رہے
ہیں۔ وہ دیکھیں دریائے بیاس کے کنارے تربوز بوئے جارہے
ہیں۔ یہ سب مئی جون میں بازار میں بکنے آجائیں گے۔

طالب علم : اس کھیت سے کسان زمین کھود کر کیا نکال رہا ہے؟

استاد : کسان زمین کھود کر گاجریں نکال رہا ہے جسے دھو کر ہم کچا اور پکا کر کھاتے ہیں۔اسی طرح مولی بھی زمین کے اندر ہوتی ہے جو اُکھاڑ کر نکالی جاتی ہے۔

طالب علم : موسم گرما کی سبزیوں کے بارے میں تو آپ نے بتا دیا موسم سرما کی سبزیاں بھی بتا دیجئے۔

استاد : قادیان کے گرد ونواح میں درج ذیل سرمائی سبزیاں بڑی کثرت سے پائی جاتی ہیں۔آلو، گوبھی ،مٹر، پالک ٹماٹر، شلجم،سرسوں کا ساگ۔

طالب علم : اب سبزیوں کا ذکر ہؤا ہے تو یہ بھی بتا دیں کہ ان کا سالن پکانے کے لئے اس میں مزید کیا ڈالا جاتا ہے؟

استاد : پیاز ،لہسن ،خشک یا ہرا دھنیا، ادرک ،سبز یعنی ہری اور سُرخ یعنی لال مرچ اسی طرح کالی مرچ ،زیرہ وغیرہ مسالے بھی ڈالے جاتے ہیں۔ ہندوستان کے بعض علاقوں میں اِملی ، پودینہ بھی سالن میں ڈالا جاتا ہے۔

طالب علم : آج کل کھانے میں سلاد کھانے کا بہت رواج ہو گیا ہے یہ کن سبزیوں سے بنایا جاتا ہے؟

استاد : جی ہاں صحت کے لئے سلاد کھانا بہت مفید ہے۔ یہ عام طور پر کھیرا، گاجر، مولی، پودینہ، پیاز وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر بنایا جاتا ہے۔

طالب علم : استاد عالی جناب ! اس کسان کو دیکھئے ٹریکٹر سے کھیت میں ہل چلا رہا ہے۔

استاد : جی ہاں ، اب کھیتوں میں کام کرنا آسان ہو گیا ہے۔ پہلے بیل جوت کر ہل چلایا جاتا تھا جس میں بہت محنت کرنی ہوتی تھی اب ٹریکٹر کے ذریعہ یہ کام آسان ہو گیا ہے۔ پہلے کسان ہاتھ سے گندم اور دھان کی فصل کاٹتا تھا مگر اب مشینیں یہ کام کرتی ہیں ۔اسی طرح سینچائی اور آبپاشی کے طریق بدل گئے ہیں ۔اب جگہ جگہ زمین سے پانی نکالنے والے پمپ لگ گئے ہیں جو بجلی اور ڈیزل سے چلتے ہیں۔

❖ مندرجہ ذیل الفاظ اور ان کے معانی لکھیں نیز جملوں میں استعمال کریں :-

بنجر - بالیاں - سیراب - بالشت - آبپاشی

جوابات لکھیں:

(۱) گندم کس ماہ میں بوئی کاٹی جاتی ہے؟

(۲) دھان کو بونے ولگانے کا طریق کیا ہے؟

(۳) موسم گرما کی سبزیاں لکھیں۔

(۴) موسم سرما کی سبزیاں لکھیں۔

(۵) آبیاری کے قدیم وجدید طریق لکھیں۔

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) استاد اس کے کچھ حصے کی املاء لکھوائے۔

(۳) آپ بھی کسی رخصت کے دن سیر کا منصوبہ بنائیں اور سیر کے حالات لکھیں۔

سبق نمبر: ۳۰

باغ کی سیر

کھیتوں کی سیر کے بعد ہم ایک بہت بڑے باغ میں داخل ہو گئے۔ جس میں آم، جامن، شہتوت، انار، امرود، سنترے، کھجور، کے بڑے بڑے درخت تھے۔

استاد : اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں باغات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے :

(ترجمہ) ''اور ہم نے آسمان سے ایک اندازہ کے مطابق پانی اُتارا پھر اس کو زمین میں ٹھہرا دیا اور ہم اُس کے اٹھا لینے پر بھی قادر ہیں۔ پھر ہم نے تمہارے لئے اس سے باغات بنائے کھجور کے بھی اور انگوروں کے بھی ان میں تمہارے لئے بہت پھل پیدا کئے گئے ہیں اور اُن سے تم کھاتے ہو۔'' (المؤمنون: ۲۳-۱۹)

طالب علم : درختوں کے بارے میں ہمیں کچھ بتائیں۔

استاد : آپ دیکھ رہے ہیں کہ درخت کا ایک حصہ زمین کے اندر ہے اُسے جڑ کہا جاتا ہے۔ درخت جڑ کے ذریعہ زمین سے پانی حاصل کرتے ہیں۔ درخت کا جو حصہ زمین کے اوپر ہوتا ہے اُسے تنا کہا جاتا ہے۔ تنے سے شاخیں اور ٹہنیاں پھوٹتی ہیں۔ شاخوں سے کونپل اور شگوفے نکلتے ہیں۔

طالب علم : درختوں پر پھل کیسے لگتے ہیں؟

استاد : یہ آم کا درخت ہے۔ فروری میں اس پر پھول لگیں گے۔ جسے مقامی زبان میں بُور کہا جاتا ہے پھر اس میں چھوٹے چھوٹے آم لگیں گے جو رفتہ رفتہ بڑے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ماہ جولائی اگست میں یہ پک کر کھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ پنجاب میں آم کو پھلوں کا راجا کہا جاتا ہے۔ جامن اور امرود کے درختوں کو بھی پہلے پھول اور پھر پھل لگتے ہیں۔

طالب علم : یہ درخت کس چیز کا ہے؟ اس کا تنا بھی باقی درختوں کے تنوں سے مختلف ہے ایسا کیوں ہے؟

استاد : یہ کھجور کا درخت ہے جس کے پھلوں کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے ۔ کھجوریں زیادہ تر عرب اور ریگستانی علاقے میں ہوتی ہیں ۔اکتوبر میں یہ درخت پر پکنا شروع ہوتی ہیں ۔ پنجاب میں ان کی پیداوار کم ہے ۔

طالب علم : یہ بڑی بڑی بیلیں کس پھل کی ہیں؟

استاد : یہ انگور کی بیلیں ہیں ۔ آپ نے دیکھا کہ آم ، امرود ، جامن کے درختوں کا تنا سیدھا اور مضبوط ہوتا ہے ۔ مگر انگور کی بیل مضبوط نہیں ہوتی ۔ اُسے کسی دوسری لکڑی کے سہارے سے باندھ دیا جاتا ہے ۔انگور بہت ہی لذیذ اور میٹھا پھل ہے ۔

عزیز طلباء!! کچھ درختوں کے پھل ہم کھاتے ہیں جیسے: آم ، جامن ، انگور ، کھجور ، وغیرہ ۔

کچھ پودوں کے پتے ہم کھاتے ہیں جیسے: پالک ، سرسوں کا ساگ ، باتھو وغیرہ ۔

کچھ پودوں کے تنے ہم چوستے ہیں جیسے: گنّا

کچھ پودوں کی جڑیں ہم کھاتے ہیں جیسے: مولی، گاجر، شلجم، شکرقندی وغیرہ،

اکثر پودوں کے دانے ہم کھاتے ہیں جیسے: گندم، مکئی، چاول، جوار، جَو وغیرہ۔

طلباء : اس سیر سے ہمیں بہت فائدہ ہوا۔ان پھلوں اور سبزیوں درختوں اور پودوں کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا جن کے بارے میں اب تک کتابوں میں پڑھتے یا سنتے تھے۔

❖ جمع کی واحد لکھیں:

پودے-جڑیں-شاخیں-پتّے-بیلیں-سبزیاں-اشجار-اثمار

❖ جوابات لکھیں:

(۱) جڑ کسے کہتے ہیں؟ (۲) تنا کسے کہتے ہیں؟

(۳) گنے سے کیا بنتا ہے؟ (۴) جڑ کے ذریعہ پودا کیا حاصل کرتا ہے؟

:: تمرین ::

(۱) اس سبق کو خوشخط لکھیں۔

(۲) آپ بھی باغ کی سیر کریں اور تمام کوائف وحالات قلمبند کریں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا
گرانقدر مکتوب

خاکسار نے جامعہ احمدیہ میں نئے داخل ہونے والے طلباء کے لئے (۱) اُردو کی کتاب اوّل اور (۲) اُردو کی کتابِ دوم مرتب کیں اور اسے بغرض دُعا اپنے پیارے ومحبوب آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوایا تو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت درج ذیل جواب مرحمت فرمایا :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

لندن
27-9-2008

مکرم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے اُردو کی پہلی اور دوسری کتابیں ملی ہیں۔ ماشاء اللہ آپ نے بہت اچھی کوشش کی ہے۔ اُردو سیکھنے کے لئے امید ہے یہ کافی مفید ثابت ہوں گی۔ ہمارے جتنے بھی باہر کے ملکوں میں جامعات ہیں ان سب کو بھی یہ 50-50 کی تعداد میں بھجوائیں۔ ان جامعات میں سیرالیون، تنزانیہ، غانا، نائیجیریا، کینیڈا، جرمنی، یوکے، انڈونیشیا، سری لنکا اور بنگلہ دیش کے جامعات شامل ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

شکریہ احباب

خاکسار اُن اساتذہ کرام کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس کتاب کی نظر ثانی فرمائی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء ۔طلباء کو مختلف انداز تحریر سے متعارف کروانے کے لئے مندرجہ ذیل کتب سے بھی تحریرات کو شامل یا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے مصنفین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین۔

تفسیر کبیر- سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

سیرۃ خاتم النبیین - حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ۔

تاریخ احمدیت جلد سوم-مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت ربوہ

درثمین- سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے - محترم رحمت اللہ خان صاحب شاکر

خاکسار

محمد حمید کوثر